REGD. NO. P. 67

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد ۱۹ — شمارہ ۴۰

ہفت روزہ — بدر — قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

شرح چندہ:-
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۹ رجب ۱۳۹۰ ہجری — یکم اخاء ۱۳۴۹ ہجری شمسی — یکم اکتوبر ۱۹۷۰ عیسوی

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۹ ؍تبوک (ستمبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت سے متعلق ایبٹ آباد سے موصولہ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور پُرنور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ — حضور کی حرم محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ ثم الحمدللہ۔

قادیان ۲۹ ؍تبوک۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع بچگان بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ البتہ محترمہ بیگم صاحبہ سلمہا ربہا کو گزشتہ سال پاؤں کی ہڈی میں فریکچر کے ساتھ ریڑھ کی ہڈی کو جو صدمہ پہنچا تھا اس پرانی تکلیف کی وجہ سے اب پھر کمر میں درد بڑھ گیا ہے اور طبیعت بخار کے باعث ناساز ہے احباب جماعت محترمہ موصوفہ کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں — محترم صاحبزادہ صاحب موصوف جنتہ کنٹہ کانفرنس میں شرکت کی غرض سے مورخہ ۳ ؍ماہ اخاء (اکتوبر) کو حیدرآباد کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سفر کو ہر جہت سے بابرکت کرے اور سفر و حضر میں حامی و ناصر ہو آمین ثم آمین۔

وادئ کشمیر میں مختلف مقامات پر تبلیغی و تربیتی جلسے!!

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے بصیرت افروز خطابات

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری رکن تبلیغی و تربیتی وفد

جماعتِ احمدیہ آسنور

خدا تعالیٰ کے فضل سے آسنور کی آبادی قریباً گیارہ صد افراد پر مشتمل ہے۔ اور ساری بستی احمدیت کے نور سے منور ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک گاؤں کوریل ہے جس میں قریباً ڈھائی صد احمدی ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ کی آمد پر ہر دو بستیوں کے احمدیوں نے نہایت ہی والہانہ اور پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے بھی نہایت پیار و محبت سے اُن کو شادکام فرمایا۔

مورخہ ۳۰ ؍۸ کو کوریل کے مقام پر برلب سڑک سایہ دار درختوں کے نیچے ایک جلسۂ عام کا انعقاد ہوا۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم مبلغ سلسلہ کی تلاوتِ قرآن مجید کے ساتھ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ بعدہٗ صدرِ محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے لوائے احمدیت لہرانے کی رسم ادا فرمائی۔ پھر مکرم مولوی سلطان احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سُنایا۔ پھر مکرم خواجہ سعید احمد صاحب ڈار صدر جماعت احمدیہ آسنور و کوریل نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ بعدہٗ حضرت صاحبزادہ صاحب نے قریباً دو گھنٹے تک سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آنمحترم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بیان فرماتا ہے کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اُس نے مکہ کے ایک اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دُنیا کا معلّم بنا دیا۔ نادانوں نے یہی کہا کہ مکہ اور طائف کی بستیوں میں خدا تعالیٰ کو کیا ایک اُمّی اور یتیم انسان ہی نظر آیا؟ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں حکیم و علیم ہوں۔ خوب جانتا ہوں کہ کس کو کھڑا کیا جائے۔ اور یہی خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کی زندہ ہستی کا ثبوت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک وجود میں جو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا جلوہ دیکھا، خدا کی حیّ و قیوم، قادرِ مطلق عزیز و قدیر، رزاق و خالق ہونے کی صفات کو دیکھا، تمام صفاتِ الٰہیہ کے مظہرِ اتم ہونے کو دیکھا تو اپنے ایک فارسی شعر میں اس مضمون کو بیان فرمایا کہ —— اے میرے محبوب! اے میرے مطاع محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا آپ کے وجود سے ظاہر ہوا۔ دُنیا کے دوسرے مذاہب والوں نے ایسے وجودوں کو جن سے کسی ایک یا دو صفاتِ الٰہیہ کا ظہور ہوا خدا بنا لیا۔ لیکن آپ تو اس کی تمام صفات کا مظہر بن کر آتے تھے۔ خدا کی قسم اگر آپ نہ آتے تو خدا بھی دُنیا میں نہ آتا۔ آپ ہی دراصل خدا نما انسان ہیں۔

آنمحترم نے فرمایا کہ مادیت کے اس دَور میں خدا تعالیٰ کی رحمت ایک مرتبہ پھر جوش میں آئی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق قادیان سے ایک آواز اُٹھی، آپ ہی کے ایک غلام کو خدا تعالیٰ نے مامور کیا۔ بڑی کمزور آواز تھی۔ اتنی کمزور آواز تھی کہ قادیان کے رہنے والوں نے کہا ہم ہی اس کو دبا سکتے ہیں دُنیا کے مقابلہ کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن چونکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر کھڑا کیا تھا۔ اسلئے وہ آواز آج قادیان سے نکل کر دُنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکی ہے۔ اس آواز کو جو خدا نے اپنے بگل میں پھونکی ہے دُنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اس کے پیروکار، اس کے جاں نثار دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئے ہیں۔ وہاں جا کر وہ ایک ہی پیغام دیتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔

آخر میں آنمحترم نے جماعتِ احمدیہ کے عقاید

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

تاریخ ہائے انعقاد ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۴۹ ہش مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۷۰ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے ۷۹ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۴۹ ہش مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۷۰ء رکھی گئی ہیں۔

جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان و مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں کے سب دوستوں کو جلسہ سالانہ کی تاریخوں سے مطلع فرما دیں تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہو کر اس مقدس اور رُوحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے زیادہ سے زیادہ احباب کو اس کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ یکم اخاء ۱۳۴۹ ہش

کشمیر کے دلآویز نظارے

وادیٔ کشمیر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے عہد خوشتر میں احمدیت کا پیغام پہنچ کر ایک معقول تعداد میں مخلصین نے حضرت امام مہدی کو شناخت کر لینے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔ اور خلافت ثانیہ کے مبارک دور میں تو دیہات کے دیہات حلقہ بگوش احمدیت ہو چکے ہوتے ہیں۔ پہاڑوں کے پُرسکون ماحول میں محنتی اور جفاکش لوگوں کی ایسی مخلص جماعتوں کا بھاری تعداد میں موجود ہونا معجزہ سے کم نہیں۔ باوجود غربت اور محدود ذرائع آمدنی رکھنے کے ان لوگوں کا اخلاص اور قربانیاں میدانی علاقوں کے رہنے والوں سے کسی صورت میں کم نہیں۔

وادیٔ کشمیر کو اس لحاظ سے بھی خصوصیت حاصل ہے کہ یہی خطۂ ارضی خدا کے محبوب بندے سیدنا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو اپنے آبائی وطن کی طرح نظر آیا اور خدا تعالیٰ کی خاص ہدایت اور راہنمائی کے ماتحت یوروشلم سے ایک لمبی سیاحت کے بعد اس سرزمین میں وارد ہوئے جہاں اُن دنوں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں یعنی بنی اسرائیل کے کچھ قبائل کی بود و باش تھی۔ اور آج کی کشمیری آبادی ان ہی کی اولاد ہے۔ اگرچہ انقلاب زمانہ اور تبدیلی حالات سے وہ امت محمدیہ کے فرد بن چکے ہوتے ہیں۔ آزاد وادی کے شہر سری نگر کو اس سے بڑھ کر یہ امتیاز حاصل ہے کہ گویا ساری دنیا میں ایک امتیاز حاصل ہے کہ اس کے ایک مشہور محلہ خانیار میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا مرقد ہے۔ اور اس میں خدا کا یہ محبوب بندہ ابدی نیند سو رہا ہے۔ اور جو بھی اس عزیز سے وہاں جاتا ہے اسے اس قبر کی زیارت میں کسی طرح کی کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

سری نگر صوبہ کا صدر مقام ہے اور مختلف النوع قابل دید مقامات کے سبب ہر سال ہی اکناف عالم سے آنے والے سیاحوں کی توجہ کا مرکز بنا رہتا ہے۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ کے فیصلہ اور اعلان کے مطابق امسال وادیٔ کشمیر کے اسی مشہور شہر میں احمدیہ صوبائی کانفرنس کا انعقاد بتاریخ ۱۲-۱۳ ماہ تبوک (ستمبر) قرار پایا تھا۔ مضافات کی احمدی جماعتوں کے لئے یہ دن خصوصی اہمیت کے حامل تھے۔ ایک طرف تقریباً ایک ماہ سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے، جماعت احمدیہ کے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حقیقی بھائی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ مع بیگم صاحبہ کشمیری جماعتوں کے تبلیغی و تربیتی دورہ کے لئے تشریف لائے تھے۔ حسب پروگرام آپ نے علاقہ کی بیشتر جماعتوں میں تشریف لے جا کر وہاں کے تبلیغی جماعت کا جائزہ لینے اور احباب کرام سے ذاتی ملاقات حاصل کرنے کا موقعہ پایا۔ اس سے ان سب دوستوں کے ایمانوں میں اس قدر تقویت حاصل ہوئی جسے الفاظ میں بیان کیا جانا ممکن نہیں۔

وادیٔ کشمیر میں چاول کی فصل پنجاب سے بہت پہلے تیار ہو جاتی ہے۔ ہمارے ہاں بالعموم دھان کی فصل کی کٹائی ماہ اکتوبر میں شروع ہوتی ہے۔ جبکہ علاقہ کشمیر میں ستمبر کے وسط ہی سے فصلیں پک کر تیار ہو چکی ہیں۔ ظاہر ہے یہ وقت کاشتکاروں کے لئے بڑے ہی قیمتی ہوتے ہیں۔ ایک ایک دن اہم حیثیت رکھتا ہے۔ ایسے وقت میں علاقے کے احباب جماعت کا صوبہ کے صدر مقام سری نگر میں دو روزہ کانفرنس کے لئے جمع ہونا بہت بڑی بات ہے۔ ہم نے بچشم خود مشاہدہ کیا احباب کی فصلیں تیار ہیں، دوسرے لوگ شب و روز فصل کاٹنے میں ... انہیں گھر پر لانے میں مشغول ہیں، مگر یہ عشاق ان ... باوجود ... طاقت رکھ کر مرکز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں حاضر ہوئے۔ اور اسی طرح اپنی موجودگی سے عملی رنگ میں ثابت کر دیا کہ فی الواقع دین کو دنیا پر مقدم کرنا اسی سے پہچانا جاتا ہے۔ اور یہ لوگ اس امتحان پر کیا خوب کامیاب نکلے ہیں!!

صرف سری نگر کی کانفرنس ہی میں ایسے ایمان افروز اور دلآویز نظارے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ جس جس مقام پر محترم صاحبزادہ صاحب ... پہنچے پروگرام کے مطابق رونق افروز ہوئے مخلصین نے سبھی مقامات پر اسی طرح "طیبوا ابراہیمی" کا عملی نمونہ دکھایا۔ اپنی گرہ سے ... خرچ کیا۔ وقت بھی سلسلہ کے لئے دیا اور اپنے سینوں کو اس نور اور برکت کے لئے کشادہ کر دیا جو ابنائے فارس کے اس مقدس نمائندہ افراد کے ساتھ ملاقات کے نتیجے میں انہیں حاصل ہوا!!

وادیٔ کشمیر پُرسکون ماحول اور جا بجا بہتے چشموں کے لحاظ سے مشہور ہے۔ ہم نے یہ چشمے جہاں پہاڑوں کے بیچوں بیچ اُبلتے دیکھے اور نظروں کو خیرہ کرنے والے نظاروں سے لطف اندوز ہوئے وہاں ہمارے لئے ان مخلصین سے مل کر غیر معمولی قلبی سکون اور رُوح کو ناقابل بیان راحت نصیب ہوئی جو اپنے سادہ رہن سہن کے ساتھ اسلام کا عملی نمونہ تھے۔ ان کی بود و باش میں پُرانے زمانے کی بہت سی جھلکیاں دکھائی دیں اور ان کی محنت اور جفاکشی اور صبر و قناعت کی باتیں ہمارے دل میں ان کی قدر و منزلت بڑھانے کا موجب ہوئیں۔

ہمیں جب بھی کسی گاؤں میں جانے کا موقعہ ملا اور دیکھا کہ کس طرح گھر گھر کے سامنے سے چھوٹی چھوٹی نہریں رواں دواں ہیں تو ایک طرف جنّت تجری من تحتها الانهار کی عملی تصویر کا مادی خاکہ نظر آنے لگا تو دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث کریمہ عالم خیال میں گھوم گئی جس میں حضور انورؐ نے پنجگانہ نمازوں کی رُوحانی تاثیر کا ذکر فرماتے ہوئے اس نہر سے تشبیہ دی ہے جو کسی شخص کے گھر کے سامنے سے بہہ رہی ہو اور اُسے اس نہر میں پانچ وقت غسل کرنے اور صفائی کرنے کا موقعہ میسّر ہو۔ اس موقعہ پر ہمارے دل سے بے اختیار اپنے کشمیری بھائیوں کے لئے دُعا نکلی کہ خدایا جس طرح تُو نے ان کی رہائش گاہوں کو آبِ رواں سے دلآویز بنا دیا ہے اسی طرح تُو ان کے دلوں کو بھی اپنے کلام پاک کی نہروں سے سیراب کر دے۔ اور ان کے اخلاص اور محبت میں ایسی برکت ڈال کہ ان کے دل تیری محبت کی آماجگاہ بن جائیں۔ تُو ان میں سے ایسے افراد پیدا کر جو تیرے دین کو زیادہ سے زیادہ افراد میں پھیلانے والے بن جائیں۔

ہم نے دیکھا کہ بلند اور مہیب پہاڑوں اور ہزاروں ہزار من وزنی پتھروں کے اندر سے کس طرح مصفّیٰ اور شفاف پانی بہہ رہا ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ کی آیتِ کریمہ آگئی۔ اور ہمارا ذہن ان بھائیوں کے دلوں میں بہہ رہی اخلاص کی نہروں پر وجد میں آگیا جبکہ ہم نے دیکھا کہ انہیں میں سے ہزاروں ہزار ایسے نفوس بھی اس سرزمین میں فروکش ہیں جو اس نور سے قطعی بے خبر اور لاپرواہ ہیں۔ یہ سعادت جن لوگوں کے نصیب میں ہوئی وہ انہی کے بھائی بند ہیں مگر دونوں کے مقاماتِ روحانی میں کس قدر فرق ہے!!

جماعتوں میں مبلغین کی شب و روز محنت اور اس پر محترم صاحبزادہ صاحب کا ایک ماہ کا تربیتی دورہ، اس نے اس وادی کے اندر ایک رُوحانی حرکت پیدا کر دی ہے۔ اپنوں کے ایمان تیز ہوئے، دوسروں کو اس برگزیدہ جماعت کو قریب سے مطالعہ کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور جن لوگوں کو جماعت کے بارہ میں غلط فہمیوں کا شکار بنا دیا گیا تھا، ان کی غلط فہمیوں کا بہت حد تک ازالہ ہو گیا۔ اور ان کی آنکھیں کھلیں کہ یہ جماعت تو وہی ہے جس کی اس زمانے میں ضرورت ہے۔ اور جس کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی یعنی امام مہدی کی چنیدہ جماعت ہے۔ خدا کرے کہ یہ اثر وادیٔ کشمیر میں دیرپا رہے۔ اور اس کے نیک اثرات بہتوں کو متأثر کرتے چلے جائیں آمین!!

کشمیری عوام میں غربت اور بے روزگاری کی شکایت بھی سُنی گئی، لیکن اس کے ساتھ ایک دوسرے رنگ کی بیداری حوصلہ افزا ہے۔ ان میں تعلیم کی طرف خاص توجہ ہو رہی ہے۔ چنانچہ اس امر کا علم ہو کر ہمیں خاص طور پر رُوحانی مسرت حاصل ہوئی کہ خاص سرینگر شہر میں پانچ نوعمر احمدی ڈاکٹر ہیں جنہوں نے حال ہی میں ڈاکٹری کا امتحان پاس کیا ہے۔ اسی طرح نوجوانوں کی ایک خاصی تعداد علاقہ کے مختلف کالجوں میں زیر تعلیم ہے۔ انہی میں سے احمدی کالجیٹس کی پوزیشن دینی اعتبار سے قابلِ رشک ہے۔ اور باعثِ افتخار ہے کہ یہ نوجوان اپنی دنیوی پڑھائی کے ساتھ ساتھ دینی معلومات بھی رکھتے ہیں اور اس سلسلہ میں مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ اپنے دوسرے ساتھیوں کے اُن سوالات کو خوش اسلوبی سے حل کرنے کے مشتاق ہیں جو اُن کے ذہن میں دینِ اسلام اور مذہب کے بارے میں وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

جہاں تک اس علاقہ میں اسلام و احمدیت کے پیغام کو سلجھے ہوئے طریق پر پہنچانے کا سوال ہے ہماری شدید خواہش ہے کہ ہمارے کشمیری احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں مڈل پاس طلبہ کو مرکز میں بھیجیں جنہیں مدرسہ احمدیہ میں دینی تعلیم دے کر علاقے میں بھیجا جائے۔ اس طرح وہ قرآن کریم کے ارشاد لَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ (توبہ آیت ۱۲۲) کی تعمیل کرتے ہوئے خود اپنے ہی میں سے ایسے افراد تیار کر لینے کے قابل ہو جائیں گے۔ جو اُن کی آئندہ نسلوں کو دینِ اسلام پر قائم رکھنے اور اس کا عملی نمونہ بنانے میں ایک اہم پارٹ ادا کر سکتے ہیں۔ یہ ایک وقتی خدمت کے ساتھ ساتھ دور رس نتائج کی حامل بھی ہے اور صدقۂ جاریہ کا پہلو بھی اپنے اندر رکھتی ہے۔

میرے دل میں بڑے زور سے یہ خیال پیدا کیا گیا ہے

کہ

ہمارے پاس ایک بہت عمدہ پریس اور ایک ریڈیو سٹیشن ہونا چاہیے

دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میری یہ دونوں خواہشیں پوری کرنے کے سامان مہیا فرمائے آمین

خطبہ جمعہ از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۹ ماہ صلح ۱۳۴۹ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی :-

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

(الانفال آیت ۲۶)

اس کے بعد فرمایا :-

ایام جلسہ مہمان نوازی کے ایام ہیں

اکرام ضیف کے ایام ہیں۔ پھر مہمان بھی وہ جو صرف ہم خدام کے ہی مہمان نہیں بلکہ خدا اور اس کے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم، اور اس رسول کے عظیم روحانی فرزند کے مہمان ہیں۔ اللہ تعالےٰ بڑے فضل سے بڑی رحمت سے اہل ربوہ کو یہ توفیق عطا فرماتا ہے کہ وہ ان مہمانوں کی جیسا کہ چاہیئے خدمت کریں۔ اور جیسا کہ چاہیئے اکرام ضیف کریں۔ مہمان نوازی اور اکرام ضیف کے سلسلہ میں جو کچھ ایام جلسہ میں ہوتا ہے اس کی مثال دنیا میں ہمیں کہیں نہیں ملتی

اتنا بڑا اجتماع

جو شہر کی آبادی سے بھی چھ سات گنا زیادہ ہوتا ہے اور اس لحاظ سے قریباً اوسطاً یہ بنتی ہے کہ جس گھر کے بشمول بچوں سمیت سات افراد ہیں بہت سارے گھرانے ایسے ہیں جن میں ان سات افرادِ خانہ کے مقابلہ میں چالیس، پچاس اور بعض دفعہ ساٹھ مہمان آجاتے ہیں۔ ایک دفعہ جب میں افسر جلسہ سالانہ تھا ایک رپورٹ میرے پاس آئی کہ ایک چھوٹا سا گھر ہے۔ گھر والوں نے صرف ایک کمرہ مہمانوں کے لئے دیا ہے اور پچاس ساٹھ مہمانوں کا کھانا لینے آگئے ہیں۔ حالانکہ اتنے مہمان تو اس کمرہ میں سما ہی نہیں سکتے۔ جب رات کو معائنہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جتنے مہمانوں کا کھانا انہوں نے لیا ہے اس سے زیادہ مہمان اس کمرہ میں سمائے ہوئے ہیں

خدا تعالےٰ کے فرشتے

ہی ان مہمانوں کے لئے جگہ بناتے ہیں اور ان کے لئے سیری کا سامان کرتے ہیں اور ان کے آرام کا خیال بھی رکھتے ہیں اور ان کے اعزاز کا ماحول بھی پیدا کرتے ہیں۔ اہل ربوہ تو مفت میں سارا ثواب مہمان نوازی کا لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اور بھی زیادہ رحمتوں کا انہیں وارث بنائے اور اللہ تعالیٰ اور بھی زیادہ خدمت ضیف اور اکرام ضیف کی انہیں توفیق عطا کرے۔

ربوہ کا ماحول جس طرح جلسہ سالانہ کے ایام میں

ظاہری اور باطنی طور پر پاکیزہ

اور مطہر رہنا چاہیئے اسی طرح سال کے دوسرے ایام میں بھی ہمارے ماحول میں کسی قسم کی گندگی اور ناپاکی داخل نہیں ہونی چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ ربوہ کے مکینوں کی بڑی بھاری اکثریت اس کوشش میں ضرور لگی رہتی ہے کہ ان کا ماحول پاک رہے اور وہ یہ خواہش ضرور رکھتے ہیں کہ جس فضا میں وہ سانس لے رہے ہوں اور جس زمین پر ان کے قدم پڑ رہے ہوں وہ طہارت اور پاکیزگی رکھنے والی اور

طہارت اور پاکیزگی اور برکت

پہنچانے والی ہو۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ربوہ میں رہنے والوں میں سے بعض ان ذمہ داریوں کا خیال نہیں رکھتے جو جو اللہ تعالےٰ نے ان پر ڈالی ہیں۔ اور جنہیں انہوں نے برضا و رغبت قبول کیا ہے۔ کسی کے لئے یہ ضروری نہ تھا اور نہ اب ضروری ہے کہ وہ ربوہ میں ہی رہائش رکھے۔ لیکن سارے ہی بظاہر اور ان میں سے بڑی بھاری اکثریت حقیقتاً بھی برضا و رغبت اور اسی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اور اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہو کر ربوہ میں رہائش پذیر ہے۔ اہل ربوہ نے جو ذمہ داری برضا و رغبت اپنے اوپر لی ہے۔ اگر ان میں سے ایک فیصد یا نصف فیصد یا چوتھائی فیصد ایسے گھرانے ہوں جنہیں اپنی ذمہ داریوں کا یا تو علم نہ ہو یا

اپنی ذمہ داریاں نباہنے کی طرف توجہ

نہ ہو تو اس کے نتیجہ میں انہیں یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم اس کو برداشت کر لیں گے جو آیت میں نے ابھی پڑھی ہے اس میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ بعض عذاب اور مصائب اور آفتیں دنیا پر ایسی بھی نازل کی جاتی ہیں کہ ان کی لپیٹ میں صرف ظالم ہی نہیں آتا بلکہ وہ لوگ بھی آجاتے ہیں جن کا بظاہر اس ظلم میں کوئی حصہ نہیں یعنی صرف ظالم کو وہ آفت یا بلاء یا عذاب نہیں پہنچتا بلکہ دوسرے بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ اصول تو ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى

کوئی جان دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ لیکن چونکہ یہ دنیا دار الابتلاء ہے دار الجزاء نہیں اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ اس ابتلاء اور عذاب میں دوسرے لوگ بھی شامل ہو جایا کریں گے۔ یہ ابتلاء اور عذاب ان لوگوں کو بھی پہنچے گا جو ظالم نہیں ہیں اور

قرآن کریم کے متعلق یہ اصول

یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کی آیات باہم تضاد نہیں رکھتیں۔ لہٰذا ہمیں اس آیت کے ایسے معنی کرنے پڑیں گے جو کسی دوسری آیت سے نہ ٹکراتے ہوں ان کے متضاد نہ ہوں۔ پس یہاں ایک معنی یہ کرنا ہوں گے کہ گو ظاہری طور پر وہ لوگ ظلم میں شامل نہیں لیکن باطنی طور پر وہ ظلم میں شامل ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ بعض ذمہ داریاں افراد سے تعلق رکھتی ہیں وہ انفرادی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ اور بعض ذمہ داریوں کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں۔ یا وہ ساری کی ساری اجتماعی رنگ رکھتی ہیں اور جو

اجتماعی ذمہ داریاں

ہیں اگر وہ گروہ یا وہ خاندان جن کی وہ ذمہ داریاں ہیں بحیثیت مجموعی ان کی طرف متوجہ نہ ہوں اور اس کے نتیجہ میں اس گروہ یا خاندان کے بعض افراد ظالم ہو جائیں تو سزا اور عذاب میں سارا خاندان ہی ملوث ہو جائے گا۔ دنیا کی نگاہ تو یہ دیکھے گی کہ ایک پندرہ سالہ بچے نے چوری کی مگر

اللہ تعالےٰ کی نگاہ

یہ دیکھتی ہے کہ اس کے ماں [illegible] اور بھائیوں اور خاندان کے [illegible] رشتہ داروں پر جو یہ فرض [illegible] پندرہ سالہ معصوم بچے کی [illegible] وہ تربیت انہوں نے [illegible] میں وہ چور بن گیا۔ پس دنیا کی [illegible] صرف اس بچے کو سزا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

صحیح تربیت کی ذمہ داری

[illegible]

نہیں کی۔ اگر وہ لوگ اس کی صحیح تربیت کی طرف کما حقہٗ متوجہ رہتے تو ان کا بچہ چور نہ بنتا۔ اسی طرح اگر بعض خاندانوں کے بچوں کو گندی گالیاں دینے کی عادت ہے تو صرف ان بچوں پر گرفت نہیں کی جائے گی بلکہ ان کے ماں باپ اور دوسرے ذمہ دار رشتہ داروں پر بھی گرفت کی جائے گی۔ جن پر یہ فرض تھا کہ اپنے قول، فعل اور نمونہ کے ساتھ ان کی صحیح تربیت کرتے۔ اگر اہل ربوہ میں سے ایک آدھ ایسا نوجوان ہو جو نظام سلسلہ کا ایسا احترام نہیں کرتا جو ہر احمدی کو کرنا چاہیئے (اور احمدیوں کی بہت بھاری اکثریت یہ احترام کرتی ہے) تو اس صورت میں اگر

اصلاح کی خاطر

ربوہ سے باہر بھجوانے کا فیصلہ ہوا تو صرف بچہ کو ہی نہیں بلکہ اس کے ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں کو بھی ربوہ سے باہر جانا ہوگا۔

دو تین سال ہوئے دو ایک نوجوانوں کو ان کی اصلاح کی غرض سے ربوہ سے باہر بھجوایا گیا تو وہ باہر یہ شور مچاتے رہے کہ ہمیں خواہ مخواہ ربوہ سے باہر نکال دیا گیا ہے۔ بیشک ہم ایسے کمزور ایمان والوں اور بزدلوں سے دو جگہ شور مچوانا نہیں چاہتے وہ ایک ہی جگہ شور مچائیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ وہ یہاں رہیں اور اخلاص سے رہیں اور اگر یہاں سے جانا ہو تو سارا خاندان یہاں سے جائے صرف بچوں کو ہی باہر کیوں بھیجا جائے۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ بچے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچے ہیں۔

جو ماں باپ ان کی صحیح تربیت نہیں کرتے

وہ بڑے ہی ظالم ہیں۔ ظاہر تو آنکھ ان کے ظلم کو نہیں دیکھتی وہ صرف بچے کی حرکت کو دیکھتی ہے وہ ایک بچے کو ایک چیز اٹھاتے دیکھتی ہے تو وہ اسے آوارہ پھرتے دیکھتی ہے۔ یا کان کسی بچے کی زبان سے گندی گالیاں سن رہے ہیں۔ (یہی ایک مومن کی فراست) اور خدا کے علام الغیوب کا علم ان ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں کے اندر بھی ظلم اور گند دیکھ رہا ہے۔ جن پر ان کی تربیت [illegible] فرض تھا اور جن پر اللہ تعالیٰ کی [illegible] نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے گند اور ظلم پایا۔ ان تو ہم [illegible]

(بقیہ [illegible]) [illegible]

[illegible]

زیادہ تو کوئی بندہ کسی پر رحم نہیں کر سکتا۔ ایک ہی ہستی ہے جس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ

اس کی رحمت

اس کے غضب سے زیادہ ہے۔ اس کی رحمت نے مخلوق میں سے ہر شئے کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اسے گھیرے میں لیا ہوا ہے کسی اور ہستی کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا پھر جب وہ ہستی جو رحمتِ محض ہے اور جس نے اپنی رحمت اور پیار کے لئے ہی اپنے بندوں (انسانوں) کو پیدا کیا ہے کسی میں ظلم دیکھتی ہے۔ جب وہ ہستی کسی میں ناپاکی اور گندگی پاتی ہے تو کسی انسان کا یہ حق نہیں کہ وہ یہ کہے کہ چونکہ ہماری آنکھ نے صرف اولاد میں گند کو دیکھا تھا اور ان کے ماں باپ کی عدم توجہ کو ہماری آنکھ نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ہماری ناقص عقل میں وہ نہیں آ سکتا تھا۔ ہمارے کمزور علم میں وہ بات نہیں آئی تھی اس لئے ہم ان پر گرفت نہیں کر سکتے۔ یہاں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ بعض ایسے ابتلا ہوتے ہیں کہ صرف ظالم ہی ان کی گرفت میں نہیں آتے بلکہ تمہاری نگاہ جن کو ظالم نہیں سمجھتی وہ بھی اس کی گرفت میں آ جاتے ہیں اور آنے چاہئیں اسی لئے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ
مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

اس حدیث میں مسئولٌ عن رعیتہٖ کے محض یہ معنی نہیں ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ان پر گرفت کرے گا۔ اور ان سے جواب طلب کرے گا کہ تم کیا کرتے ہو۔ بلکہ مسئولٌ عن رعیتہٖ کا یہ مطلب بھی ہے کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذمہ دار قرار دئے گئے ہیں (مثلاً نظام جماعت اور خلیفۂ وقت) وہ بھی

اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل

کرتے ہوئے اور اس کے اس خلق کو اپنے اندر پیدا کرتے ہوئے جواب طلبی کریں گے ان کے سامنے بھی تم مسئول ہو اور تم سے جواب طلبی کی جائے گی۔

پہلے ایک آدھ خاندان میں برائی ہوتی ہے یا ایک آدھ برائی ہوتی ہے اگر ساری قوم یا محلہ اور شہر کے سارے مکین اس کو دیکھ کر اس سے بیزاری کا اظہار نہ کریں اور نفرت کا مظاہرہ نہ کریں تو آہستہ آہستہ اس برائی کی

بھیانک اور مکروہ شکل اور اس کی ناپاکی نگاہ سے مخفی ہو جاتی ہے اور پھر اور لوگ بھی ملوث ہو جاتے ہیں۔ پس ربوہ میں کوئی ایک گھر بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جس میں اس قسم کی ناپاکیاں اور بدیاں اور گند پائے جاتے ہوں۔ اور اگر کوئی ایسا گھر نہ ہوا تو صرف ان معصوم بچوں کو ہی جن پر آپ نے ظلم کیا ہے ربوہ سے باہر نہیں بھیجا جائے گا بلکہ آپ ظالموں یعنی ماں باپ کو بھی ساتھ ہی یہاں سے روانہ کیا جائے گا۔ اس لئے تم

اپنی اور اپنے گھر کی فکر کرو

ہم بہرحال ربوہ کی پاکیزگی اور اس کے اچھے نام پر کوئی داغ نہیں لگنے دیں گے انشاء اللہ

جیسا کہ میں نے بتایا ہے ربوہ میں رہنے والوں کی بڑی بھاری اکثریت ایسی ہے کہ دنیا کی کوئی چیز ان کی قیمت نہیں ٹھہر سکتی اگر دنیا کے سارے ہیرے اور جواہر بھی اکٹھے کئے جائیں تو ہمارے ایک آدمی کی ان سے زیادہ قیمت ہے۔ لیکن ایک بدصورت اور بے قیمت پتھر کو ہم ان جواہرات میں شامل نہیں رکھ سکتے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی وقت ضرورت پڑی تو سارا ربوہ (ظاہری طاقت کا استعمال مراد نہیں) نفرت کا اس رنگ میں اظہار کرے گا کہ پھر ایسے خاندان کا یہاں رہنا مشکل ہو جائے گا۔

احمدی مسلمان ایک عجیب قوم ہے جو

اللہ تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کیلئے

پیدا کی ہے۔ لیکن جیسا کہ سنت الٰہی ہے الٰہی سلسلوں کے ساتھ نفاق لگا رہتا ہے۔ اسی طرح کمزوریٔ ایمان بھی ساتھ لگی ہوئی ہے۔ جہاں تک کمزوریٔ ایمان کا سوال ہے یہ نہ تو بھیانک ہے اور نہ ہمیں اس کی اس لحاظ سے کوئی فکر ہے کہ جماعت میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے گی۔ گو ہمیں اس لحاظ سے فکر ہے کہ کمزور ایمان والوں کی تربیت ہونی چاہیئے۔ کمزوریٔ ایمان اعتقادی ہو یا عملی، صرف اس لئے ہوتی ہے کہ ہم نے ایک شخص کی صحیح تربیت نہیں کی۔ نئے نئے لوگ جو باہر سے آکر جماعت میں شامل ہوتے ہیں یا جو جماعت میں پیدا ہوتے ہیں وہ تربیت کے محتاج ہوتے ہیں

اگر ان کی تربیت ہو جائے

(اور ضرور ہونی چاہیئے) تو جو حالت زید کی مثلاً احمدیت میں داخل ہونے سے دس سال بعد ہوئی ہے وہی حالت آج آنے والوں کی دس سال کے بعد ہو جائے گی نئے آنے والے جو ہمیں کمزور نظر آتے ہیں دس سال کے بعد ان کے ایمان پختہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ ہر چیز کی پختگی وقت کا مطالبہ کرتی ہے۔ مثلاً اگر ہم نے صحن میں مٹی ڈال کر اس پر اینٹیں لگانی ہوں تو مٹی ڈالنے کے بعد کٹائی کرنی پڑتی ہے۔ یہ نہیں کہ ایک مزدور مٹی ڈالتا جائے اور ساتھ ساتھ ایک معمار فرش لگاتا جائے۔ بعض دفعہ لوگ اس قسم کی غلطی کر جاتے ہیں اس لئے ان کو بعد میں تکلیف اٹھانی پڑتی ہے کیونکہ اینٹیں بیٹھ جاتی ہیں۔ اس فرش کو پختہ شکل کرنے کے لئے اور اسے اس بوجھ کو سنبھالنے کے قابل بنانے کے لئے جو اس پر اینٹوں کا اور چلنے والوں کا پڑنا ہے وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر فوری طور پر آپ نے مگدر سے کٹائی کر دی تو شاید فرش ایک دن میں پختہ ہو جائے لیکن اگر آپ نے اسے اپنے قدموں یا اپنے خاندان کے لوگوں، مہمانوں اور دوستوں کے قدموں کی کٹائی پر چھوڑا تو پندرہ بیس دن یا ایک مہینہ لگ جائے گا قدموں کے دباؤ کی وجہ سے آہستہ آہستہ مٹی بیٹھ جائے گی۔ یہ ایک

چھوٹی سی مثال

میں نے دی ہے لیکن ہر چیز اس دنیا میں اپنی پختگی کے لئے وقت کی محتاج ہے۔ اور وہ وقت کا مطالبہ کرتی ہے۔ آم کے درخت کو لے لو وہ ایک وقت کے بعد پھل لاتا ہے ایک احمدی بچہ ایک وقت کے بعد اطفال الاحمدیہ سے نکل کر خدام الاحمدیہ میں داخل ہوتا ہے ایک حافظِ قرآن جب قرآن کریم حفظ کرنے لگتا ہے تو اسے پہلے چھوٹی چھوٹی سورتیں حفظ کرائی جاتی ہیں (پتہ نہیں اب بھی یہی طریق ہے یا نہیں) اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ تا چھوٹی چھوٹی سورتیں جلدی یاد ہونی شروع ہو جائیں۔ اور پھر بڑی سورتوں کی طرف اسے لایا جائے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے اندر پختگی پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ اپنے حافظہ پر زیادہ بھروسہ کرتے ہوئے اور

خود اعتمادی کے ساتھ

قرآن کریم یاد کرتا چلا جاتا ہے۔ غرض کمزوریٔ ایمان جو احمدیت میں نئے نئے داخل ہونے یا احمدیت میں پیدائش کے نتیجہ میں ہمیں نظر آتی ہے وہ ہم سے تربیت کا مطالبہ کرتی ہے لیکن نفاق ہم سے بیدار اور چوکس رہنے کا مطالبہ کرتا ہے اور چونکہ دنیا کا قاعدہ یہی ہے کہ پانی ہمیشہ نشیب کی طرف بہتا ہے، زبردست کمزور پر حملہ آور ہوتا ہے

اس لئے نفاق کو یا منافق کو اگر موقع مل جائے تو وہ وہاں حملہ کرے گا جہاں اسے کمزوری نظر آئے گی۔ ایک منافق مثلاً امیر جماعت احمدیہ سرگودہا کے پاس جا کر ان کے ایمان پر حملہ نہیں کرے گا۔ بلکہ چک ۳۵ میں جو ایک نیا نیا احمدی ہوا ہے وہ اس کے پاس جائے گا اور اس پر حملہ آور ہوگا۔

وہ کمزوری ایمان جو احمدیت میں نئے نئے داخل ہونے کی وجہ سے یا احمدیت میں پیدائش کے نتیجہ میں نظر آتی ہے ہم نے اس کی

دو طرح حفاظت کرنی ہے

ایک تو ہم ایسے کمزور ایمان والے کو نفاق کے حملہ سے بچا کر اس کی حفاظت کریں گے اور دوسرے آہستہ آہستہ اس کی تربیت کر کے اس کی حفاظت کریں گے۔ ایسے کمزور ایمان والے ربوہ میں بھی ہوتے ہیں باہر سے بعض کمزور لوگ آ جاتے ہیں اور ربوہ میں آ کر آباد ہو جاتے ہیں ان میں سے بعض کا تو نظارت امور عامہ کو بھی پتہ نہیں لگتا۔ بعض دفعہ بعض نئے احمدی اپنے علاقہ سے گھبرا جاتے ہیں یا انہیں یہاں سہولت ہوتی ہے اس لئے وہ یہاں آ کر آباد ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کی

تربیت کی طرف بھی پوری توجہ دینی چاہیئے

لیکن اگر یہاں آنے سے قبل ان کی تربیت کچھ اس قسم کی ہو کہ ہمیں یہ خطرہ پیدا ہو کہ ربوہ کے [illegible] کے بچوں پر ان کے بچوں کا برا اثر پڑے گا تو پھر صرف ان کے بچے ہی اپنی جگہ پر واپس نہیں بھیجے جائیں گے بلکہ ہم سارے خاندان کو ہی واپس بھیج دیں گے۔ اور ہمارا یہ فعل بغیر کسی غصہ کے ہوگا کیونکہ ابھی ان کی تربیت نہیں ہوئی لیکن اگر کہیں نفاق اس قسم کا گند پیدا کرے گا تو پھر ہماری طبیعتوں میں غصہ پیدا ہوگا تخلقوا باخلاق اللہ کے حکم کے ماتحت ہے۔ کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں

جو میں نے شروع میں پڑھی ہے یہ فرمایا ہے کہ ان اللہ شدید العقاب۔ اس آیت کریمہ میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ گو میرے بندے بھی تم پر گرفت کریں گے لیکن میرے بندوں کی گرفت میری گرفت کے مقابلہ میں بہت ہلکی ہوگی۔ خواہ وہ کتنی ہی سخت گرفت کیوں نہ کریں میری گرفت بہرحال ان سے زیادہ ہے۔ کیونکہ میں سب طاقتوں والا ہوں اور میرا عقاب بندوں کے عقاب سے بہرحال شدید ہے۔ پس یہاں ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہمیں بھی

اصلاحی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں

اس کو دنیا سزا کہتی ہے لیکن ہم اسے اصلاحی تدابیر کہتے ہیں کیونکہ کسی انسان یا کسی مخلوق سے ہماری دشمنی نہیں۔ سزا کا لفظ بھی ہمیں برا لگتا ہے۔ بہرحال الٰہی سنت کے مطابق ہمیں بھی اصلاحی تدابیر کرنی پڑیں گی اور لفظ عقاب میں بھی یہی بات ہے کہ تم نے جو کام کیا اس کا بدلہ تمہیں مل رہا ہے لیکن اس کی ذمہ داری نہ اللہ کے بندہ پر ہوتی ہے نہ اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو انسان کو رحمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو پیدا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لئے ہوا تھا لیکن حاصل کی ہے اس نے اللہ تعالیٰ کی خفگی اور ناراضگی اور غصہ اور عقاب اور عذاب اور سزا۔

اس آیت سے آگے دوسری آیت میں یہ فرمایا ہے کہ

تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں

اور پھر فرمایا ہے کہ اگر تم اس فتنہ سے بچ جاؤ گے تو جو اجر میں تمہیں دوں گا وہ بہت بڑا اجر ہے اور اس کا یہ مطلب ہے کہ اس دنیا میں بھی میرے بندوں کے ذریعہ تمہیں اس کا اجر ملے گا اور اس اجر پر تم خوش بھی ہو گے لیکن یہ اجر میرے اجر کے مقابلہ میں کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ گویا دونوں چیزیں جزا اور سزا ان آیات میں بیان ہو گئی ہیں

اللہ تعالیٰ نے

مرکز میں رہنے والوں کو بھی

ان آیات میں مخاطب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ الٰہی سلسلہ جاری ہوا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان لانے کی توفیق دی۔ لوگوں نے تمہاری بڑی مخالفت کی اور اس مخالفت سے بچنے کے لئے ہم نے یہ انتظام کیا کہ ایک مرکز قائم کر دیا (فَآوٰکُمْ) اور اس مرکز کے قیام کے ساتھ اَیَّدَکُمْ بِنَصْرِہٖ ہم نے اپنی آسمانی تائیدات سے تمہاری مدد کی اور رَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ تمہارے لئے دنیوی فوائد کا سامان کیا۔

الٰہی سلسلے (اسلام کے اندر بھی) جب بھی قائم ہوتے ہیں، اور اسلام بحیثیت مجموعی بھی، پناہ کی جگہ بھی ہوتے ہیں اور پناہ کا سبب اور ذریعہ بھی ہوتے ہیں۔ اب ہمارے پاس یہاں ہر طرف سے اطلاع آتی ہے اگر یہاں سے سات سو میل دور کوئی ایسا واقعہ ہو جائے جو اپنے حالات کے مطابق یہ مطالبہ کرے کہ ان لوگوں کو پناہ ملے تو فوراً ہمارا آدمی یہاں سے روانہ ہو جاتا ہے پس

مرکز پناہ کی جگہ بھی ہے

اور پناہ کا موجب بھی ہے۔ اور پھر مرکز الٰہی تائیدات اور آسمانی نشانوں کو جذب کرنے کا ایک مرکزی نقطہ بھی ہے۔ کیونکہ یہاں خلیفۂ وقت ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس آدمی کی دعائیں پہنچیں گی جس پر اس نے ذمہ داری ڈالی ہے۔ وہ خدا سے کہے گا کہ میں ایک عاجز انسان ہوں۔ مجھ میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ مجھ میں کوئی ہنر نہیں ہے، مجھ میں کوئی علم نہیں ہے۔ میرے پاس کوئی سیاسی اقتدار نہیں ہے اور ساری جماعت کی ذمہ داری اے میرے ربّ! تو نے مجھ پر ڈال دی ہے۔ اگر تیری مدد میرے شامل حال نہ ہو تو میں کچھ نہیں کر سکتا جب اس رنگ کی دعا دوسرے سب دوستوں کی دعاؤں کے ساتھ مل کر آسمان پر پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرتا ہے۔ اور جماعت کے لئے حفاظت اور امن اور بہتری اور خوشحالی کے سامان پیدا کرتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہارے لئے

طیّبات کا سامان

کا سامان پیدا کیا ہے۔ اب اس کے لئے بھی مرکز ہی مرکزی نقطہ ہے۔ کیونکہ مثلاً سرگودہا میں ہمارا ایک ذہین طالب علم گجرات میں ہمارا ایک ذہین طالب علم سندھ میں ہمارا ایک ذہین طالب علم کراچی میں ہمارا ایک ذہین طالب علم پشاور میں ہمارا ایک ذہین طالب علم یا مشرقی پاکستان میں ہمارا ایک ذہین طالب علم اپنے گھر کے حالات کے لحاظ سے باوجود انتہائی طور پر ذہین ہونے کے ترقی نہیں کر سکتا تو وہ مرکز کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور مرکز کی طرف سے

اس کی تعلیم کا انتظام

کیا جاتا ہے اور اس طرح سارے خاندان کی خوشحالی کا انتظام ہو جاتا ہے

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مرکز میں رہنے والو! تمہیں اللہ تعالیٰ نے کتنا نوازا ہے کہ اس نے تمہیں امن عطا کیا اور دوسروں کے امن کا ذریعہ تمہیں بنایا اور وہ تمہیں آسمانی نشان دکھاتا ہے۔ مرکز میں رہنے والے (اگر ان کی آنکھیں ہوں) تو سب سے زیادہ نشانات دیکھتے ہیں اور الا ما شاء اللہ ان کی آنکھیں ہیں۔ ہاں ایک منافق کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال مرکز میں رہنے والے بہت سی تائیدات سماویہ ملاحظہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں دوسروں کو نشانات سماویہ دکھانے کا بھی ذریعہ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہارے لئے چاروں طرف رزق کے سامان پیدا کر دئے ہیں۔ میں نے تمہاری دنیوی اور اخروی خوشحالی کے سامان پیدا کر دئے ہیں۔ اور تمہاری وجہ سے اور تمہاری

قربانیوں اور ایثار کے نتیجہ میں

ہم دوسروں کے لئے بھی خوشحالی کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ غرض تم پر مرکز میں رہنے کی وجہ سے بہت زیادہ فضل ہوتے ہیں۔ اور اس نسبت سے تمہاری ذمہ داریاں بھی بہت زیادہ ہیں۔ پس تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔ اور اس بات کا خیال رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور نفرت اور بیزاری کی صفات کے بعض جلوؤں میں وہ لوگ بھی آ جاتے ہیں جو بظاہر ظالم نہیں ہوتے لیکن اس ظلم کی جسے دنیا کی آنکھ نہیں دیکھتی آخری ذمہ داری ان لوگوں پر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ جو

علّام الغیوب

ہے بظاہر ظالم نظر آنے والے کی نسبت حقیقتاً ظالم بنانے والے سے زیادہ نفرت کرتا ہے۔

غرض تم دوسروں کو ظالم نہ بناؤ۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور راعی کی حیثیت سے اپنے ماحول میں ایسے حالات پیدا کرو کہ وہ جو تمہاری رعیت ہیں وہ پختگی ایمان اور اعمال صالحہ پر اچھی طرح قائم رہیں اور وہ [illegible] کی ذمہ داری اور مرکز سلسلہ کی ذمہ داری کو نبھانے والے ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے غصہ کی لپیٹ میں صرف وہی نہیں آئیں گے بلکہ ان کے ساتھ تم بھی جو حقیقتاً ظالم ہو (گو تم بظاہر ظالم نظر نہیں آتے) زیادہ اس کے عذاب اور [illegible] سزا کی لپیٹ میں آؤ گے اور اللہ تعالیٰ کا غصہ تم پر زیادہ بھڑکے گا۔

پس اہل ربوہ کو اپنی اونگھ اور نیند سے بیدار ہو جانا چاہیئے۔ کوئی ایسی ماں اور کوئی ایسا باپ یہاں نہیں رہ سکتا جو اپنے بچوں کی صحیح

تربیت کی ذمہ داری

اٹھانے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ ہم اس ماحول کو گندہ اور ناپاک نہیں دیکھنا چاہتے

ظاہری صفائی کے متعلق تو ہم یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے لیا کرتے ہیں کہ ہمارے پاس دنیوی اموال نہیں اس لئے ظاہری صفائی اس قدر نہیں ہو سکتی جتنی ہونی چاہئے گو یہ خیال بھی بہت حد تک خام ہے لیکن بہرحال ہم یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے لیا کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ظاہری اموال نہیں ہیں اس لئے ہم ظاہری صفائی کو اس حد تک نہیں رکھ سکتے گو ہمیں اس طرف بھی توجہ کرنی چاہئے لیکن باطنی صفائی کے متعلق نہ تو کوئی بہانہ ہمارے پاس ہے اور نہ کوئی سمجھدار شخص اس بہانہ کو قبول کرے گا اور میں تو یہی کہوں گا کہ تم ظاہری صفائی کا بھی اتنا خیال رکھو کہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خواہش

اور ہمارے رب کریم کا کوئی ارشاد ہمیں کبھی نہ بھولے اور جس قدر ممکن ہو ہم ظاہری صفائی سے تعلق رکھنے والے تمام احکام کو بجا لانے والے ہوں۔ اور وہ بہت سے احکام ہیں لیکن اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم باطنی صفائی کی طرف توجہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے ایک نظام کو قائم کیا ہے اور اس لئے قائم کیا ہے کہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرے۔ اس لئے قائم کیا ہے کہ تمام بنی نوع انسان کے دلوں میں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

قائم اور پختہ کرے اور اس نے ہم پر یہ ذمہ داری عاید کی ہے کہ اگر ہمارے اس ماحول میں یعنی مرکزی ماحول میں کسی منافق یا فتنہ کی اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ اس پر گرفت ہونی چاہئے تو ہم اس کو پکڑیں گے اگر کوئی کمزور ایمان والا یا کوئی منافق طبیعت والا یہ سمجھتا ہے کہ میں آسانی سے نظام سلسلہ کی مخالفت بھی کر سکتا ہوں اور میں کسی کی گرفت میں بھی نہیں آؤں گا تو وہ بڑا بیوقوف ہے۔ کیونکہ سب سے بڑی گرفت تو اللہ تعالیٰ کی ہے اس سے وہ بچ نہیں سکتا جو مرضی ہے وہ کرے خواہ وہ دنیا اور شیطان کی ساری قوتیں اپنے لئے جمع کرلے وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کیسے بچ سکتا ہے۔ پھر اس کے ... جنہیں اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں مخاطب کرتا ہے کہ مجھ سے ڈرو اور دنیا کی کسی اور چیز سے نہ ڈرو ... کسی اور سے ... ہیں گے۔ اور ان کی گرفت سے اس قسم کا آدمی کیسے بچ جائے گا لیکن جو شخص شیطان کا مرید ہوتا ہے وہ احمق بھی بڑا ... اپنی حماقت اور سفاہت ... نتیجہ میں ... منافق طبع لوگ یہ سمجھتے ... مرضی ... کرتے رہیں ... ہمیں کوئی

پوچھے گا نہیں فرض کرلو اگر کوئی آدمی نہ بھی پوچھے تب بھی تو

خدا تو پوچھنے والا ہے

اس کے غصہ اور اس کی گرفت اور اس کے قہر سے ایسا آدمی کس طرح بچ جائے گا۔ لیکن یہ بھی شیطانی سفاہت ہے اور قرآن کریم نے اس کو حماقت اور سفاہت کہا ہے، کہ خدا تعالیٰ کے بندے اس کو نہیں پوچھیں گے۔ دنیا میں کسی کے گھر میں کوئی ایسا انسان نہیں پیدا ہوا کہ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بالا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں بھی کوئی بچہ ایسا نہیں پیدا ہوا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بالا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی نسل کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی تھی کہ وہ سلسلہ کے انتہائی خادم ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی عملی خدمت اور ان کے خدمت کے جذبات کو دیکھ کر انہیں

قوم کا سردار

بنائے گا۔ لیکن وہ اس حقیقت کو نہیں بھولیں گے کہ سردار کہتے ہی اسے ہیں جو قوم کا خادم ہو۔

آپ دوست جانتے ہیں کہ ہمارے بزرگ بھائی مکرم مولوی محمد یعقوب خاں صاحب جنہوں نے تھوڑا ہی عرصہ پہلے بیعت کی ہے جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا ایک بچہ (کیپٹن عبدالسلام خاں صاحب) بھی تھا۔ اس وقت تک انہوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ جلسہ سالانہ کے بعد انہوں نے بھی بیعت کرلی ہے۔ اور اب اطلاع آئی ہے کہ مولوی صاحب موصوف کی بیوی نے بھی بیعت کرلی ہے۔ اس وقت تک مکرم مولوی محمد یعقوب خاں صاحب، ان کی بیوی اور دو بچوں نے بیعت کرلی ہے ایک بچے نے ابھی تک بیعت نہیں کی۔ عبدالسلام خاں صاحب کا خط آیا ہے کہ میں نے ان سے بڑی لمبی باتیں کی ہیں۔ وہ ساری باتیں مانتا ہے لیکن اس کے دنیوی تعلقات کچھ اس قسم کے ہیں کہ وہ ابھی بیعت کرنے سے گھبراتا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی بیعت کرنے کی توفیق عطا کرے تا سارا خاندان اکٹھا ہو جائے۔

محترم مولوی محمد یعقوب خاں صاحب اور ان کے دو صاحبزادوں نے پہلی دفعہ ہمارا جلسہ سالانہ دیکھا تھا۔ پہلی دفعہ انہوں نے اس فضا میں سانس لیا

لوگوں کے چہروں پر ایمان کی شادابی

دیکھی۔ تجھ سے ملے۔ احباب جماعت کے لئے

جو میرے جذبات ہیں ان کو محسوس کیا تو جلسہ کے بعد عبدالسلام خاں صاحب مجھے ملے۔ ان سے رہا نہ گیا وہ کہنے لگے کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ گدی بنالی ہے (یہ الفاظ تو میرے ہیں لیکن ان کے دماغ میں یہی تھا کہ غیر مبائع اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ انہوں نے گدی بنالی ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ گدی بنالی ہے گدی بنالی ہے) لیکن میں نے یہاں آکر جو دیکھا ہے اور

خلافت کی ذمہ داریاں

جو میں نے محسوس کی ہیں میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بڑا ہی احمق ہوگا وہ شخص جو خلافت کی خواہش کرے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کون اپنے آپ کو جو بیس گھنٹے کی ذمہ داریوں میں جکڑا ہوا دیکھنا چاہتا ہے لیکن معترض تو اعتراض کرتے ہی رہتے ہیں۔ سمجھدار لوگ یا جب کسی کو اللہ تعالیٰ سمجھ دے دیتا ہے تو وہ حقیقت کو پا لیتے ہیں

پس یہ سمجھنا کہ خلیفۂ وقت اللہ کے سوا کسی اور کے خوف سے دب جائے گا اس سے بڑھ کر کوئی حماقت نہیں۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ میرے جسم کے اعضاء بھی سوائے خدا کے اور کسی سے نہیں ڈرتے وہ اپنے یہ کیسے سمجھ سکتا ہے یا سوچ سکتا ہے کہ کبھی وہ کوئی کمزوری اس سلسلہ میں دکھا سکتا ہے جس نے غیر اللہ سے ایک دمڑی کے ہزارویں حصہ کی بھی کوئی چیز نہ لی ہو اور جس نے ہر چیز

صرف اپنے مولیٰ سے

حاصل کی ہو اور مولیٰ کی عنایتیں اس پر اتنی ہوں کہ انسانی دماغ ان کا احاطہ نہ کر سکے۔ وہ اللہ کے سوا اور کسی کی طرف متوجہ ہی کس طرح ہو سکتا ہے۔ جو ایسا خیال کرتا ہے اس سے زیادہ بیوقوف اور نادان اور جاہل اور کم علم کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ مختلف صفات جو میں نے بیان کی ہیں یہ مختلف گروہوں کی وجہ سے ہیں کہ بعض لوگ نفاق کی وجہ سے، بعض عدم علم کی وجہ سے اور بعض جہالت کی وجہ سے اس قسم کا خیال کرتے ہیں۔

اب ہمارے اوپر بڑی ذمہ داریاں پڑ رہی ہیں۔ میرے ذہن میں پہلے بھی خیال آتا تھا۔ لیکن اب جو مجھے نظر آرہا ہے دنیا میں جو کچھ ہونے والا ہے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ

ہم پر بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں

اس لئے ہمیں اپنی کمر کس لینی چاہئے یعنی ہر لحاظ سے ہمیں اپنے آپ کو تیار کرلینا چاہئے

اور چوکس ہو جانا چاہئے۔ پہلے ہم بعض چیزوں کو نظر انداز کر جاتے تھے اور دعائیں کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس گند کو دور کر دے۔ لیکن اب شاید وقت آگیا ہے کہ ہم اس گند کے دور ہونے کے لئے دعائیں تو کرتے رہیں اور یہ تو ہماری ذمہ داری ہے اس سے تو کوئی شخص یا خاندان محروم نہیں ہوگا۔ لیکن پہلے وہ ربوہ میں رہتے ہوئے ہماری دعائیں لیتا تھا اور اب وہ ربوہ سے باہر رہائش اختیار کر کے ہماری دعائیں لے گا۔ وہ ربوہ میں نہیں رہ سکے گا۔ ربوہ میں وہی رہے گا جو ہر لحاظ سے کوشش کر رہا ہوگا کہ میں اپنے خاندان کو اور اپنے ماحول کو

ظاہر و باطن میں صاف ستھرا

اور پاک اور مطہر رکھوں گا۔ جس کا اس طرف خیال نہیں ہوگا جو اپنی یہ ذمہ داری نہیں سمجھے گا (اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے اور اس کے ایمان کو پختہ کرے) وہ جہاں بھی رہے، رہے، ربوہ میں وہ نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ان کی نباہنے کی توفیق عطا کرے

دو باتیں اور ہیں جن کے متعلق میں دعا کے لئے کہنا چاہتا ہوں۔ جلسہ سالانہ سے کچھ روز پہلے (کوئی القاء اور خواب کی صورت نہیں ویسے) بڑے زور سے میرے دل میں یہ خیال پیدا کیا گیا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ دو چیزیں ہمارے پاس اپنی ہوں۔ ایک تو

ہمارے پاس ایک بہت اچھا پریس ہو

اور اللہ تعالیٰ جب کوئی خیال پیدا کرتا ہے تو اس کی ساری چیز روشن ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ اس لئے جب میرے دل میں خیال آیا تو اس کے ساتھ ہی میرے دماغ میں آیا کہ اس اچھے پریس کے لئے ہمیں پانچ دس لاکھ روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ ساتھ ہی میری طبیعت مطمئن ہوگئی کہ ٹھیک ہے گو پانچ یا دس لاکھ روپیہ ایک غریب جماعت کے لئے بڑا خرچ ہے لیکن اس طریق پر اس کا انتظام ہو جائے گا۔

اس وقت

پریس نہ ہونے کی وجہ سے

ہماری توجہ ہی بہت سے کاموں کی طرف نہیں جاتی کیونکہ روکیں سامنے ہوتی ہیں اور جن کے سپرد یہ کام ہیں وہ ان کی طرف متوجہ ہی نہیں ہو سکتے۔ دوسرے جن کاموں کی طرف توجہ ہوتی ہے ان میں سے بھی بہت سے کام چھوڑنے پڑتے ہیں

یا ان میں تاخیر کرنی پڑتی ہے مثلاً اس وقت

قرآن کریم کا فرانسیسی ترجمہ تیار ہے

ہمارا قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ تفصیلی نوٹوں کے ساتھ ایک نئی جلد میں جیسا کہ جلسہ سالانہ پر اعلان ہوا تھا تیار ہو گیا ہے اور دوستوں کے ہاتھ میں آ گیا ہے۔ اس وقت فرانسیسی ترجمہ بھی تیار تھا لیکن دفتر سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے مجھے رپورٹ دی کہ بات یہ ہے کہ ہمارا خیال تھا کہ ہم نے لاہور کے جس پریس سے انگریزی ترجمہ قرآن کریم کا طبع کروایا ہے۔ اس پریس سے یا کسی اور اچھے پریس سے فرانسیسی ترجمہ بھی طبع کروالیں گے۔ چنانچہ ان سے خط و کتابت یا گفت و شنید ہو رہی تھی۔ لیکن اب انہوں نے انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ ہم یہ ترجمہ طبع نہیں کر سکتے۔ مجھے خیال پیدا ہوا کہ ممکن ہے کسی متعصب گروہ کا ان پر دباؤ ہو۔ اور اس سے مجھے بڑا دکھ ہوا کہ

قرآن کریم کے ترجمہ

کی اشاعت میں بھی تعصب آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر رحم کرے لیکن بعد میں مَیں نے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ بات نہیں تھی بلکہ بات یہ تھی کہ انہوں نے کہا کہ فرانسیسی زبان کے بہت سے حروف کی شکل انگریزی حروف کی شکل سے مختلف ہے۔ اور یہ حروف تیار کر کے نہیں دے سکتے اس لئے انہوں نے انکار کر دیا۔

پھر ہمارے پاس بعض اوقات مثلاً افریقہ کے کسی ملک سے مانگ آ جاتی ہے کہ ہمیں سادہ قرآن کریم (بغیر ترجمہ کے) بیس ہزار نسخے اگلے تین ماہ کے اندر دے دو۔ اور کچھ عرصہ پہلے ہمیں ایک ملک سے بارہ یا پندرہ ہزار سادہ قرآن کریم کے نسخوں کا آرڈر ملا۔ اور تحریک جدید کو انکار کرنا پڑا کہ ہمارے پاس موجود نہیں ہیں

اگر ہمارا اپنا پریس ہو

تو اگر اور جب کوئی آرڈر آئے وہ آرڈر تو شاید پندرہ یا بیس یا پچیس ہزار کا ہو گا مگر ایک لاکھ نسخے ہمارے پاس تیار موجود ہوں گے یا ہم اس قابل ہوں گے کہ چند دنوں کے اندر اتنے نسخے شائع کر دیں۔ غرض ہم بہت سارے کام کر سکتے ہیں اور پریس نہ ہونے کی وجہ ہم اس طرف خیال نہیں [illegible]۔ ہمارے نزدیک ترجیح مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کو ہے کیونکہ صحیح ترجمہ اور صحیح

تفسیری نوٹ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر مسلم دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ سے باہر نہیں مل سکتے۔ اس لئے ہم ان کو ترجیح دیتے ہیں۔

پس اگر اپنا پریس ہو گا تو قرآن کریم یعنی سادہ قرآن کریم کا متن بھی ہم شائع کر لیا کریں گے۔ اس کی اشاعت کا بھی تو ہمیں بڑا شوق اور جنون ہے۔ یہ بات کرتے ہوئے بھی میں اپنے آپ کو جذباتی محسوس کر رہا ہوں۔ ہمارا دل تو چاہتا ہے کہ

ہم دنیا کے ہر گھر میں قرآن کریم کا متن پہنچا دیں

اللہ تعالیٰ آپ ہی اس میں برکت ڈالے گا تو پھر بہتوں کو یہ خیال پیدا ہو گا کہ ہم یہ زبان سیکھیں یا اس کا ترجمہ سیکھیں پھر اور بھی بہت سارے کام ہیں جو ہم صرف اس وجہ سے نہیں کر سکتے کہ ہمارے پاس پریس نہیں۔ لیکن میرے دل میں جو شوق پیدا کیا گیا ہے اور جو خواہش پیدا کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ سارے پاکستان میں اس جیسا اچھا پریس کوئی نہ ہو۔ اور پھر اس پریس کو اپنی عمارت کے لحاظ سے اور دوسری چیزوں کا خیال رکھ کر اچھا رکھا جائے۔ عمارت کو ڈسٹ پروف (Dust Proof) بنایا جائے۔ تاہم ایک دفعہ دنیا میں اپنی کتب کی اشاعت کر جائیں

دوسری بات یہ کہ پریس نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں کتابیں مہنگی پڑتی ہیں۔ اگر اپنا پریس ہو گا اور اسے بہرحال نفع کے اصول پر نہیں چلایا جائے گا بلکہ اسے

ضرورت پوری کرنے کے اصول پر

چلایا جائے گا تو جو کتاب مثلاً قرآن کریم کی ایک جلد اس وقت ہمیں اگر تیس روپے میں پڑتی ہے تو ممکن ہے کہ پھر وہ بیس روپے میں یا پچیس روپے میں پڑ جائے۔ اور جتنی اس کی قیمت کم ہو گی اتنی اس کی اشاعت زیادہ ہو گی یہ اقتصادیات کا ایک اصول ہے۔ پس دعا کریں کہ جس رب نے، جو علام الغیوب ہے دنیا کی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اور ان کو پورا کرنے کے لئے میرے دل میں یہ خواہش پیدا کی ہے وہی اپنے فضل سے اس خواہش کو پورا کرنے کے سامان بھی پیدا کرے

دوسری خواہش جو بڑے زور سے میرے دل میں پیدا کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ

ایک طاقتور ٹرانسمٹنگ سٹیشن

Transmitting Station دنیا کے کسی ملک میں جماعت احمدیہ کا اپنا ہو۔ اس ٹرانسمٹنگ سٹیشن کو بہرحال مختلف مدارج میں سے گزرنا پڑے گا۔ لیکن جب وہ اپنے انتہا کو پہنچے تو اس وقت جتنا طاقتور روس کا شارٹ ویو اسٹیشن Short Wave Station ہے جو ساری دنیا میں اشتراکیت اور کمیونزم کا پرچار کر رہا ہے اس سے زیادہ طاقتور سٹیشن وہ ہو جو

خدا کے نام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو دنیا میں پھیلانے والا ہو

اور چوبیس گھنٹے اپنا یہ کام کر رہا ہو۔ اس کے متعلق میں نے سوچا کہ امریکہ میں تو ہم آج بھی ایک ایسا اسٹیشن قائم کر سکتے ہیں وہاں کوئی پابندی نہیں ہے جس طرح آپ ریڈیو ریسیونگ سیٹ Radio Receiving Set کا لائسنس لیتے ہیں اسی طرح آپ براڈکاسٹ Broadcast کرنے کا لائسنس لے لیں وہ آپ کو ایک فریکوئنسی Frequency دے دیں گے اور آپ وہاں سے براڈکاسٹ کر سکتے ہیں۔ لیکن امریکہ اتنا مہنگا ہے کہ ابتدائی سرمایہ بھی اس کے لئے زیادہ چاہیئے اور اس پر روزمرہ کا خرچ بھی زیادہ ہو گا اور اس وقت ساری دنیا میں پھیلی ہوئی اس روحانی جماعت کی مالی حالت ایسی اچھی نہیں کہ ہم ایسا کر سکیں یعنی

میدان تو کھلا ہے

لیکن ہم وہاں نہیں پہنچ سکتے

دوسرے نمبر پر افریقہ کے ممالک ہیں۔ نائیجیریا، غانا اور لائبیریا سے بعض دوست یہاں جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے تھے۔ غانا والوں سے تو میں نے اس کے متعلق بات نہیں کی لیکن باقی دونوں بھائیوں سے میں نے بات کی تو انہوں نے آپس میں یہ بات شروع کر دی کہ ہمارے ملک میں یہ لگنا چاہیئے اور وہاں اجازت مل جائے گی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ گو پتہ تو کوشش کرنے کے بعد ہی لگے گا کہ کہاں اس کی اجازت ملتی ہے لیکن ان ممالک میں سے کسی نہ کسی ملک میں اس کی اجازت مل جائے گی۔ اور چونکہ ہماری طرح یہ ملک بھی غریب ہیں اس لئے زیادہ خرچ کی ضرورت نہیں ہو گی۔ شروع میں میرا خیال تھا کہ صرف پروگرام بنا کر اناؤنس کرنے والے ہی ہمیں دس پندرہ چاہئیں پہلے مرحلہ میں چاہیئے کہ

یورپ اور مشرق وسطیٰ کی زبانوں میں پروگرام

نشر کیا جا سکے۔ اسی طرح عرب ممالک اور پھر ترکی۔ ایران۔ پاکستان اور ہندوستان سب اس کے احاطہ میں آ جائیں گے۔ ان شاء اللہ

جہاں تک پیسے کا سوال ہے میرے دماغ نے اس کے متعلق اس لئے نہیں سوچا کہ مجھے پتہ ہی نہیں کہ اس کے لئے کتنے پیسے چاہئیں لیکن جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ "کتنے پیسے چاہئیں" کے متعلق دریافت کیا جائے تو اس کے متعلق میں نے انتظام کر دیا ہے جلسہ پر بعض دوست بیرونی ممالک سے آئے ہوئے تھے ان میں سے ایک دوست کینیڈا سے آئے ہوئے تھے۔ وہ وہاں ٹیلی ویژن میں کام کرتے ہیں۔ میں نے ان کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ وہاں جا کر فوری طور پر اس کے متعلق

ضروری معلومات

حاصل کریں۔ پاکستان میں اس اسٹیشن کی اجازت نہیں مل سکتی کیونکہ ہمارا قانون ایسا ہے کہ یہاں کسی پرائیویٹ ادارہ کو ریڈیو اسٹیشن قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن بعض ممالک ایسے ہیں جن میں اس پر کوئی قانونی پابندی نہیں۔ جیسے امریکہ۔ اور بعض ممالک ایسے ہیں جن میں گو قانونی پابندی تو ہے لیکن اس کی اجازت آسانی اور سہولت کے ساتھ مل جاتی ہے۔ جیسے مغربی افریقہ کے ممالک میں سے نائیجیریا، گیمبیا، غانا یا سیرالیون ہیں۔ امید ہے کہ ان ممالک میں سے کسی ایک ملک میں ریڈیو اسٹیشن قائم کرنے کی اجازت مل جائے گی۔

اس وقت دنیا کے دلوں کا کیا حال ہے اس کا علم نہ تو صحیح طور پر مجھے ہے اور نہ آپ کو ہے۔ لیکن میرے دل میں جو خواہش اور تڑپ پیدا کی گئی ہے اس سے میں یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوں کہ اللہ کے علم غیب میں دنیا کے دل کی یہ کیفیت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ان کے کانوں تک پہنچایا جائے تو وہ سنیں گے۔ اور غور کریں گے ورنہ یہ خواہش میرے دل میں پیدا ہی نہ کی جاتی۔

دوست دعا کریں

کہ اللہ تعالیٰ ایسے سامان جلدی پیدا کر دے دل تو یہی چاہتا ہے کہ اسی سال کے اندر اندر یہ کام ہو جائے لیکن ہر چیز ایک وقت چاہتی ہے۔ بہرحال جب بھی خدا چاہے یہ کام جلد سے جلد ہو جائے اور ہم اپنی آنکھوں سے یہ دیکھیں کہ یہ کام ہو گیا ہے اور ہمارے کام چوبیس گھنٹے عربی میں اور انگریزی میں اور جرمن میں اور فرانسیسی میں اور اردو وغیرہ وغیرہ میں اللہ اور اس کے رسول کی باتیں سننے والے ہوں۔ گانا وغیرہ بدمزگی پیدا نہ کر رہا ہو۔ اور اسی طرح کی اور خرابیاں بھی بیچ میں نہ ہوں۔

علم اسلام کا ورثہ ہے

کسی اور کا نہیں اس لئے علمی باتیں تو وہاں

ہوں گی مثلاً ایگریکلچر Agriculture زراعت کے متعلق ہم بولیں گے۔ اسی طرح دوسرے علوم ہیں ان کے متعلق بھی ہم بولیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ

اسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے

کہ وہ تمام علوم سے خادمانہ کام لے سکے۔ سارے علوم ہی ہمارے خادم ہیں۔ آج کا فلسفہ بھی ہمارا خادم ہے۔ آج کی سائنس بھی ہماری خادم ہے آج کی تاریخ کے اصول بھی ہمارے خادم ہیں جب یہ غلطی کریں گے تو ہم ان کا ہاتھ پکڑ لیں گے اور خادم سے یہی سلوک کیا جاتا ہے اور اس وقت وہ غلطی کر رہے ہیں اور ہمارا ہاتھ ان کی طرف نہیں بڑھ رہا۔ حالانکہ ہمارا فرض تھا اور ہمارا حق بھی ہے کہ ہم ان کا ہاتھ پکڑ لیں اور کہیں کہ اے ہمارے خادم یہ تو کیا کر رہا ہے (یعنی اس کی تصحیح کریں) بہرحال سب علوم ہمارے خادم ہیں اور ہم ان خادموں سے بھی خدمت لیں گے اور اسی طرح سب علوم کی باتیں آجائیں گی۔

فلسفہ کی غلطیاں

بھی ہم نکالیں گے ایگریکلچر (زراعت) کے متعلق بھی ہم لوگوں کو کہیں گے کہ یہ کام کرو تا دنیا میں بھی خوشحالی نصیب ہو انشاء اللہ یہ کام تو ہم کریں گے لیکن گانے اور ڈرانے اور اس قسم کی دوسری جھوٹی باتیں وہاں نہیں ہوں گی۔ اور اسی طرح ایک ریڈیو دنیا میں ایسا ہوگا جہاں اس قسم کی کوئی لغو بات نہیں ہوگی اور شاید بعض لوگ اس ریڈیو اسٹیشن کو وَهُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ کہنا شروع کر دیں۔ غرض

میرے دل میں یہ دو خواہشیں پیدا ہوئی ہیں

ان کے لئے آپ بھی دعا کریں اور میں بھی دعا کر رہا ہوں۔ انسان بڑا ہی عاجز اور کمزور ہے۔ اور ہر نئی بات جو دل میں ڈالی جاتی ہے وہ ہمارے ضعف اور عاجزی کو اور بھی نمایاں کر کے ہمارے سامنے آتی ہے اور پہلے سے بھی زیادہ انسان اپنے رب کے حضور جھکتا جاتا ہے اور اپنی کم مائیگی کا اقرار کرتا ہے اور ہر قسم کی طاقتیں اور قوتیں ... اور ... قرار دیتا ... اور ... اس سے یہ بھیک مانگتا ہے کہ ... رب ... میرے پیدا ... کی ... کرنے کی توفیق مجھے تو ... اسباب مہیا کر ... کہ اللہ تعالیٰ یہ دونوں چیزیں ہمیں عطا کرے ... دونوں میں ساری دنیا کے لئے بہتری اور برکتوں کا سامان پیدا کردے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کی نظر آپ پر ہے!

از محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے نبی کی ابتدا ضعف والی ہوتی ہے مخالف سمجھتے ہیں کہ اس کی آواز حقیر ہے غیر وقیع ہے اور بے اثر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ ہو بھلا وہ کیونکر حقیر و بے اثر ہو سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہو تو معمولی کانٹا، حقیر سی خراش، ذرا سی غیر متوقع آواز پیغام اجل لے آتی ہے۔ چند قطرے پانی کے، چند لقمے غذا کے، معمولی سی دوا حیات بخش ثابت ہوتی ہے۔ گورنر ابرہہ اپنے لاؤ لشکر سمیت بیت اللہ شریف کے انہدام کے لئے چڑھ دوڑا۔ اہل مکہ یارائے مقاومت نہ پا کر مکہ مکرمہ کو خالی کر کے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے چیچک کے غیر مرئی جراثیم کی فوج ظفر موج کو حکم دیا اور ابرہہ اور اس کی فوج آن کی آن میں خاک میں غلطاں و پیچاں نظر آنے لگی اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو بغیر کسی ظاہری سامان کے غیبی اسباب کے ذریعہ محفوظ و مصئون رکھا

یہی صورت ہمیں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں نظر آتی ہے۔ حضور اور حضور کے گنتی کے چند متبعین کا عرصہ دراز تک مجلسی طور پر اور معاشرتی طور پر مقاطعہ کیا گیا۔ غربا اور غلاموں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ ایک طبقہ وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوا۔ پھر حضور بھی اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہجرت فرما گئے۔ تب بھی مخالفین نے پیچھا نہ چھوڑا۔ اور اپنی ظاہری طاقت کے بل پر بار بار جنگیں کیں۔ الحمدللہ۔ کفار کی افواج میں نبرد آزما اور آزمودہ کار اور مشہور و معروف بطل تھے۔ حضور مع رفقاء، تعداد اور اسلحہ میں بے حد قلت رکھتے تھے۔ لیکن دنیا یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی کہ باوجود اس عدم توازن کے کامیابی اور کامرانی حضور کی قدم بوس

ہوئی۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضور صلعم اللہ تعالیٰ کے مرسل تھے۔ تائید الٰہی آپ کے ساتھ تھی۔ اور دشمن تائید الٰہی سے محروم تھے۔

میرے پیارے برادران! فی زمانہ اعلائے کلمۃ اللہ کا سارا بار اللہ تعالیٰ نے آپ پر ڈالا ہے۔ ہاں آپ پر! جو سنت الٰہی کے مطابق ابتدا میں ابھی تعداد میں کم اور اموال میں قلیل ہیں۔ لیکن اپنے خاص فضل و رحم سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جذبہ ایمان، جوش یقین اور روح عرفان عطا کی ہے۔ اس نے آپ کے جسم و روح کا ہر ذرہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے نچھاور ہونے کو تیار ہے۔ اور اسی ایمان و یقین کے صدقے اللہ تعالیٰ اپنی سنت مستمرہ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے ہوئے وعدوں کے مطابق آپ کی مساعی اور مالی اور جانی قربانیوں کو بے حد نواز رہا ہے۔ اب مغربی افریقہ میں ہی لاکھوں آپ کے جاں نثار پیدا ہو چکے ہیں۔ وہ زمانہ بھی تھا جب اشتہارات وغیرہ کے پیکٹ روانہ کرنے کے لئے حضور کو خود کام کرنا پڑتا تھا۔ اور چند روپے سلسلہ کے لئے درکار ہوتے تھے تو تحریکات کرنی پڑتی تھیں۔ اب قریباً ہیرا مغربی افریقہ کے ایک ملک کی ایک جماعت کی فہرست وہاں کے ایک احمدی اخبار کے ایک پرچہ میں دیکھنے کا موقع ملا جس میں درجن اسماء تھے۔ قریباً تمام ہی نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے لئے ایک ایک سو پونڈ یعنی قریباً اٹھارہ اٹھارہ سو روپیہ کا وعدہ کیا تھا۔ اور یہ فنڈ دیگر چندوں کے علاوہ ہے۔

یہ فدائی اور دیگر ممالک کے مخلصین پیدا کرنے میں تقدیر الٰہی کارفرما تھی جس نے ہمارے بزرگوں کی ظاہری چند پیسوں کی قربانیوں کو نوازا۔ اور ہمیں یہ ایمان افزا اور روح پرور نظارے دکھائے

اے میرے مخلص بھائیو!——

اور آپ سب ہی بفضلہ تعالیٰ نہایت مخلص ہیں۔ ہمارے ملک بھارت میں ہی کروڑوں نفوس روحانی طور پر مردہ ہیں جن کا احیاء اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذمہ لگایا ہے۔ آپ نہ تھکیں اپنی دعاؤں میں۔ آپ نہ ماندہ ہوں اپنے چندوں میں تا ان روحوں کو آب حیات جلد از جلد میسر آئے اور آپ کی ارواح کے لئے ثواب کے رنگ میں آب بقا حاصل ہو۔ چندہ تحریک جدید کے تعلق میں آپ پر عظیم ذمہ داریاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نظر آپ پر ہے کہ آپ اپنے وعدوں میں اضافہ کریں۔ انہیں پورا کریں۔ اور بہت ہمت و حوصلہ دکھائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس تعلق میں ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

—— درخواستہائے دعا ——

۱۔ مکرم عبدالغنی صاحب بلگام بعارضہ دمہ بیمار ہیں۔ دعائے صحت فرمادیں

۲۔ مکرم امام حسین صاحب سندگرٹہ پاؤں میں شدید زخم کے باعث بیمار ہیں۔ دعائے صحت فرمائی جائے۔

۳۔ میرے گھٹنے میں موسم سرما میں شدید درد ہوتا ہے۔ دعائے صحت فرمائیں

خاکسار شریف احمد ملک سنداتی بھدرواہ

۴۔ میری اہلیہ کی نظر دو بار آپریشن ہونے کے باوجود کمزور ہے۔ دعائے صحت فرمادیں نیز میرے دو لڑکے امتحان کی تیاری کر رہے ہیں۔ کامیابی کے لئے دعا فرمادیں

خاکسار ڈاکٹر رفیع احمد فیض آباد

۵۔ میرے چھوٹے فرزند کے ہاں نرینہ اولاد کے لئے۔ میرے پیر کی ہڈی ٹوٹی ہے صحت کے لئے۔ میرے پوتے کی تعلیم میں دلچسپی کے لئے دعا فرمادیں

بیگم بہاؤالدین احمد حیدرآباد

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی مبارک تحریک میں حصہ لینے والے مخلصین کی فہرست نمبر ۲ بدر کے اگلے شمارہ میں شائع ہوگی۔ انشاء اللہ

ناظر بیت المال آمد قادیان

قسط ۲

ایڈیٹر صُھما لکھنؤ کے بعض اعتراضات کا جواب

از مکرم سید غلام مصطفےٰ صاحب "آشیانہ" مظفرپور۔ بہار

نوٹ:۔ اس مضمون کی پہلی قسط بدر ۱۷ ستمبر کے شمارہ میں شائع ہوئی۔ بدر ۲۴ ستمبر چونکہ تجویز پر جلد نمبر تھا اس لئے ۲۴ ستمبر کے پرچہ میں گنجائش نہ نکل سکی۔ ایڈیٹر

مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی نے تحریر فرمایا تھا کہ:۔

"دراصل پادری صاحبان کی کوشش ہے کہ اسلام کی اعلیٰ تعلیموں کو آہستہ آہستہ عیسائیت میں سمو کر عیسائیت کی تعلیم کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کریں۔"

اس کا حوالہ ایڈیٹر صاحب صُھما کی خدمت میں پیش ہے:۔

"It was not only an empire that Arabs built but a culture as well .... and subsequently acted as a medium for transmitting to the medieval Europe many of those intellectual influences which ultimately resulted in awakening of western world and in setting it on the road towards its modern renaissance"

(History of the arabs page 4)

گر گفتہ زعشق سگے حرف آشنا
آنہم حکایتیست کہ از من شنیدہ

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو:۔

"The main task of mankind was accomplished by Muslims."

(Sarton introduction to the history of science Vol 1 Baltimore 1927 page 624)

مولانا نے لکھا تھا کہ "اس کے مقابلہ میں اسلام نے مساوات اور عدل و انصاف کی تعلیم دی ہے اور اپنی عبادت و معاشرہ اور سوسائٹی میں اس پر عمل کیا"

حوالہ ملاحظہ ہو:۔

مسٹر Philip K Hitti نماز کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"It developed in them the sense of social equality an conciousness of solidarity. It promoted that brotherhood of community of beleivers which the religion of Mohammad (صلعم) had theoretically subsituted for blood relationship. The prayer ground thus became the first drill ground of Islam." (Page 132)

"Of all world religions Islam seems to have attained the largest measure of success in demolishing the barriers of race, colour and nationality." (Page 136)

یعنی تمام مذاہب عالم میں سے صرف اسلام ہی رنگ، نسل اور قومیت کی بت توڑنے میں کامیاب ہو سکا۔ عیسائیت اسلام کی ریس میں بھی اب تک اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔

ایڈیٹر صاحب صُھما موازنہ اور مقابلہ سے بہت گھبراتے ہیں۔ مسٹر Philip K Hitti نے تاریخ عرب لکھتے وقت کئی جگہ کتنی باتوں میں عیسائیت کا اسلام سے موازنہ کیا ہے۔ کیونکہ بغیر اس کے بات نہیں بنتی

بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

بطور نمونہ مشتے از خروارے ایک حوالہ حاضر ہے:۔

"The crowning achievement of the intellectual class of Arabs in Spain was in the realm of philosaphic thought... ..... The christian scholistics was faced by the same problem, but their task was rendered more difficult by the accumulation of dogmas and mysteries in their Theology." (Page 58)

التثلیث فی التوحید والتوحید فی التثلیث وغیرہ عیسائی محققین کے نزدیک بھی ایک معمہ اور پہیلی ہی ہے۔

مولانا نے قبولیت دعا کے مقابلہ پر پچاس ہزار روپیہ کے انعام کو پیش فرمایا تھا اس پر ایڈیٹر صاحب صُھما بہت گھبرائے ہیں کیونکہ یہ موقع صرف بات بنانے کا نہیں مقابلہ کا تھا۔ طرح طرح کے حیلے اور عذر تراشنے اور بے معنی اور بے فائدہ موشگافیوں کے بعد بطور تعلی فرماتے ہیں کہ

"ان پچاس ہزار روپیوں کی آجکل حقیقت ہی کیا ہے کیا ساری عیسائی دنیا کا دماغ خراب ہو گیا ہے کہ وہ اس حقیر رقم کی خاطر قادیانیوں کے مقابلہ پر آئے جبکہ نقد بیا ہیرتا کتنی ہی تنظیمیں اس رقم کے برابر یا اس سے زیادہ دنیا کے نادار اور مفلوک الحال لوگوں کے لئے بطور خیرات دے دیتی ہیں اور یہ سلسلہ برسوں سے جاری ہے"

افسوس! گورے عیسائیوں نے جو اپنے گرجوں میں کالے عیسائیوں کو داخل نہیں ہونے دیتے ان کی دولت پر اترانے والے کالے عیسائی بھی اس حد تک بے خود اور بدمست ہو جاتے ہیں کہ ان کو موقع اور محل کی تمیز بھی نہیں رہتی کسی امر میں انعام یا ٹرافی اس لئے نہیں مقرر کیا جاتا کہ انعام یا ٹرافی کی رقم یا جنس بڑی گرانمایہ اور بیش بہا ہے۔ اور پانے والے کو اس سے مالی فائدہ یا تسکین ہوگی۔ بلکہ حصولِ انعام فتح اور کامیابی کا نشان اور ثبوت ہوتا ہے اور انعام دینے والا گویا اس بات کا اعتراف کر لیتا ہے کہ جیتنے والے نے یہ مہم سر کر لی۔ یا یہ اعزاز حاصل کر لیا ہے۔ انعام کی رقم خواہ پانچ روپے ہی کیوں نہ ہو انعام ہے

ہم نے پچاس ہزار روپیہ کی رقم بطور عزت اور ناداری کے اس لئے پیش کی ہے تاکہ قبولیت دعا پر ہمارے یقین اور ایمان اور کامیابی پر وثوق کا ثبوت ہو۔ چنانچہ پچاس ہزار روپے کا انعام پیش کرنا ہمارے اس یقین اور وثوق کا ثبوت ہے کہ ہم انشاء اللہ اللہ کی تائید اور نصرت پر کماحقہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور عیسائیت کے مقابلے میں ہماری مدد کرے گا۔ ملحوظ رہے کہ عیسائی خواہ کتنی ہی دولت اور ذرائع رکھتے ہوں قبولیت دعا کے نشان میں ہمارے مقابلہ میں ان کے ہاتھ ڈھیلے ہو گئے۔ اگر ایڈیٹر صاحب کو یقین نہ ہو تو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ آزما کر دیکھ لیں۔

باقی رہا یہ کہنا کہ نادار اور مفلوک الحال لوگوں پر عیسائی ادارے خرچ کرتے ہیں۔ سو ایڈیٹر صاحب صُھما کو ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم احمدی نادار اور مفلوک الحال لوگوں کی خدمت پر عیسائیوں سے زیادہ خرچ کرتے ہیں اگر ان کو اس نسبت اور فرق میں شک ہو تو ہم حضرت مسیح کا فیصلہ پیش کر دیتے ہیں:۔ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کنگال بیوہ نے سب سے زیادہ ڈالا کیونکہ ان سب نے تو اپنے مال کی بہتات سے نذر کا چندہ ڈالا۔ مگر اس نے اپنی ناداری کی حالت میں جتنی روزی اس کے پاس تھی سب ڈال دی" (لوقا باب ۲۱ مرقس باب ۱۲)

اب ایڈیٹر صاحب فرمائیں کہ کون زیادہ خیرات کرتا ہے۔ مسیحی یا غریب و نادار جماعت احمدیہ یا مالوں کی بہتات والے گورے عیسائی؟

گورے عیسائی دولتمندوں کا حشر جناب مسیح ہی کی زبانی سن لیجئے

"اے دولتمندو! ذرا سنو تو! تم اپنی مصیبتوں پر جو آنے والی ہیں رو رو کر واویلا کرو۔ تمہارا مال بگڑ گیا اور تمہاری پوشاکوں کو کیڑا کھا گیا۔ تمہارے سونے چاندی کو زنگ لگ گیا اور وہ زنگ تم پر گواہی دے گا اور آگ کی طرح تمہارا گوشت کھائے گا۔ تم نے اخیر زمانہ میں خزانہ جمع کیا ہے۔ دیکھو جن مزدوروں نے تمہارے کھیت کاٹے ان کی وہ مزدوری جو تم نے دغا کر کے رکھ چھوڑی چلاتی ہے اور فصل کاٹنے والوں کی فریاد رب الافواج کے کانوں تک پہنچ گئی ہے۔"

(یعقوب کا عام خط ۵: ۱-۴)

حضرت یعقوب کے اس قول کا ایک ایک لفظ آخری زمانہ کے یعنی آجکل کے گورے عیسائیوں پر چسپاں ہے۔ الٹینا کے وائٹ مزدوروں کی فریاد رب الافواج کے کانوں تک پہنچ گئی ہے۔

رہے ایڈیٹر صاحب کے مزعومہ فوائد جو

ہے پہلے ان کے اندر رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ثابت کریں۔ انجیل حضرت [illegible] کی باتیں ہیں۔ حضرت یسوع [illegible] فرماتے ہیں "اگر تم میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہوگا تو تم اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی" اگر قبولیت دعا میں مقابلہ کی تاب نہیں تو کم از کم حضرت یسوع مسیح کے اس قول کو ہی کوئی ماں کا لال عیسائی سچا کر دکھائے تاکہ ہم آپ اپنے ان مزعومہ عرفاء کو۔ ذرا اپنے ایمان کا ثبوت تو دیں۔

ایڈیٹر صاحب تجلی نے فرمایا ہے کہ "جب خداوند نے اپنے شاگردوں کو تبلیغ پر روانہ کیا اور کہا کہ غیر قوموں کے پاس نہ جانا تو یہ محض ان کی تربیت Training کا زمانہ تھا"

بہت خوب! دستار بندی کے زمانہ کا حوالہ بھی تو موجود ہے "بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا" (متی ۱۵-۲۴)

مولانا محمد ابراہیم صاحب نے لکھا تھا کہ "عیسائیت منجر الی الشرک ہے۔ انسان کے نطفہ سے پیدا ہونے والے کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیتی ہے"

اس پر ایڈیٹر صاحب تجلی بہت برافروختہ ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں :- "یہاں مولوی صاحب کا قلم بہکا ہے اور اس قدر بہکا ہے کہ آپ نے قرآن کریم پر بھی ہاتھ صاف کر دیا ہے۔ خداوند مسیح کو نہ انجیل انسان کے نطفہ سے پیدا ہونے والا قرار دیتی ہے، نہ قرآن مجید۔ تعجب ہے کہ مولوی صاحب جو درویش قادیان بھی کہلاتے ہیں اس قدر کذب بیانی سے کام لے سکتے ہیں"

اس کا بنیادی اور اصولی جواب مولانا اپنے جواب الجواب میں دے چکے ہیں کہ قرآن نے حضرت مسیح کو ابن مریم کہا ہے [illegible] نہ کہ خدا۔ اگر ایڈیٹر صاحب [illegible] نطفہ کا حوالہ چاہیئے۔ تو ملاحظہ ہو انجیل حضرت یسوع مسیح کو انسان کے نطفہ سے پیدا ہونے کا اقرار دیتی ہے :-

"Jesus Christ our [illegible] which was made of the seed of David"

(Bible 1611 A.D. Romans 1-

ایڈیٹر صاحب ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ انہوں نے انجیل پر ہاتھ صاف کیا ہے یا مولانا نے نعوذ باللہ قرآن مجید پر۔ اور کس کا قلم بہکا ہے مولانا کا یا انجیل نویسوں کا؟ اور مولانا نے [illegible] ایڈیٹر صاحب [illegible] نے [illegible] مندرجہ بالا دو آیات [illegible]

انہیں یاد نہ تھی یا وہ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں۔؟

ایڈیٹر صاحب تجلی نے لکھا ہے کہ "کسی غیر کو نہیں بلکہ اپنے اکلوتے بیٹے کو جامہ انسانی میں بھیجکر تمام ذلتیں برداشت کرائے اور اسے قربان ہونے کے لئے دیا ہے تو اس کو جھوٹی محبت کہا جائے گا یا حقیقی محبت کی انتہا۔"

افسوس کہ عیسائی صاحبان ایک انسان ضعیف البنیان اور خدائے قادر وقیوم میں فرق نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ قدوس ہے۔ اعلیٰ و اجل ہے۔ وہ کبھی لعنتی نہیں ہو سکتا۔ وہ ذوالجلال اور لم یزل ہے وہ کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا نہ کبھی مر سکتا ہے اس کی لامحدودیت کوئی چادر نہیں جس کو اتار کر وہ جامہ انسانی میں آسکتا ہے اس کا علم کل عدم علم میں متبدل نہیں ہو سکتا۔ اس کی قدرت مطلقہ عجز اور لاچاری میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔ خدا محبت میں پڑ کر لعنت میں گرفتار نہیں ہو سکتا۔ (مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا گلیتون ۳/۱۳)

اللہ تعالیٰ تو ہر لحاظ سے صفات حسنہ سے متصف ہے نہ کہ صفات رذیلہ سے سبحان اللہ عما یصفون

اللہ تعالیٰ کا رحم، اس کی محبت اور اس کا [illegible] مسلّم لیکن اگر وہ رحم اور محبت میں اپنے آپ کو لعنت کر دے تو یہ اس کی شان الوہیت کے منافی ہے۔

انسان کے لئے تواضع، خاکساری، انکسار، قربانی ایسی صفات ہیں جو اس کی انسانیت کو چار چاند لگاتی ہیں۔ لیکن اگر یہی خاکساری اور انکسار وغیرہ اسے دیوثی کی حد تک پہنچا دیں تو وہ انسانیت پر بٹہ لگانے والا ہوگا۔

عیسائیت نے انسان کے نطفہ سے پیدا ہونے والے کو خدا قرار دے کر اور خدا کو انسانوں کے ہاتھوں مار کھانے والا تھوکا جانے والا قتل ہو جانے والا قرار دے کر خدا کی شان الوہیت پر بٹہ لگایا ہے۔ اور دوسری طرف تمام انسانوں کو گنہگار بنا کر شرف انسانی کو بٹہ لگایا ہے۔

نوع انسان کے ساتھ اس سے بڑھ کر اور کیا دشمنی ہو سکتی ہے کہ اس کو بتایا جائے، کہ گناہ کا کیڑا نسلاً بعد نسل اس کے اندر موجود ہے جس سے وہ کبھی پاک نہیں ہو سکتا۔ یہ تعلیم کہ بنی نوع انسان میں سے کوئی شخص طہارت، پاکیزگی اور معصومیت کو کامل طور پر حاصل نہیں کر سکتا اس کو قنوطیت، مایوسی اور شکستگی کے اتھاہ سمندر میں ڈبو دیتا ہے۔ نفسیاتی طور پر ایک زہر ہلاہل ہے۔ جو عیسائیت نفس انسانی میں داخل کرنا چاہتی ہے۔ اور یہ بنی نوع انسان سے محبت نہیں عداوت ہے۔

اگر از روئے بائیبل "سب نے گناہ کیا" (رومیوں ۳/۲۳) "کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں" (زبور ۱۴/۳) جتنے پہلے آئے سب چور اور ڈاکو تھے (یوحنا ۱۰/۸)

نہ صرف تمام انسان بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام بھی نعوذ باللہ گنہگار تھے تو پھر کتاب مقدس بھی بے اعتبار ہو جاتی ہے اگر معاذ اللہ داؤد زنا کر سکتا ہے دھوکہ سے ایک شخص کو قتل کرا کر اس کی بیوی پر قبضہ کر سکتا ہے (سموئیل باب ۱۱-۱۲) تو اس کا کیا اعتبار کہ خدا کا کلام جو زبور کے نام سے اس نے دنیا کے سامنے پیش کیا اس کی اپنی چالاکیوں کی ملونی نہیں تھی۔ اگر ابراہیم جھوٹ بول سکتا ہے (پیدائش باب ۱۲) اگر موسیٰ بھی پہلے آئے ہوئے چوروں اور ڈاکوؤں میں شامل تھا تو موسیٰ کی تورات اور دیگر صحف انبیاء کا کیا اعتبار کہ وہ سب من وعن اسی طرح ہیں جس طرح خدا نے ان سے کلام کیا تھا۔ پھر گنہگار انجیل نویسوں کا بھی کیا اعتبار۔!

درحقیقت انبیاء علیہم السلام کی پاکبازی ان کی عصمت، ان کی طہارت اور ان کا صدق ہی صحف مقدسہ اور کلام الٰہی کی اصالت اور صحت کا ضامن ہے ورنہ زانی دھوکہ باز۔ جھوٹے۔ گنہگار۔ چور۔ ڈاکو کا پیش کیا ہوا پیغام کیونکر معتبر متصور ہو سکتا ہے اسی طرح گنہگار پیروں، مرشد پر لعنت کرنے والے اور بزعم خود خدا کے جلال کے لئے جھوٹ بولنے والے (رومیوں ۳-۷) انجیل نویسوں پر کیونکر اعتبار کیا جا سکتا ہے؟

عیسائیت نے ایک محبت کے نعرہ کے پیچھے کس کس پر نہ ہاتھ صاف کر دیا۔ خدا کی قدر کو بھلایا۔ شرف انسانی کو کھویا۔ صحف انبیاء کو بے وقعت کیا۔ تف ہے ایسی محبت پر جو محبوب کو ذلیل و لعنتی کرے اور بھاڑ میں پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان

مار کھانا دانت تڑوانا انسانیت اور بزرگی کے شرف کو داغدار اور ناپاک نہیں بناتا البتہ جھوٹ، زنا، دھوکہ، چوری، راہ زنی، بزدلی بے وفائی وغیرہ اعمال سیئہ و اخلاق رذیلہ انسانیت کے دامن کو داغدار اور ناپاک کر دیتے ہیں

قرآن حکیم نے چند لفظوں میں اس حقیقت کو بتا دیا ہے فرمایا قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا وہ کامیاب و بامراد ہوا اور جس نے اس کو پست یعنی ناپاک کر دیا وہ ناکام و نامراد رہا۔

پس انسان کے اپنے نفس کی پاکیزگی ہی ہے جو اسے راستباز ٹھہرا سکتی ہے نہ کہ یسوع مسیح کا لعنتی بننا (گلیتون ۳/۱۳)

مولانا نے لکھا تھا کہ "جب مسیحی بھائیوں کے مسیحی ان کے دلوں کو روح القدس سے معمور کرتے ہیں تو کیوں ساری عیسائی دنیا شدید طور پر گناہوں میں ملوث ہے"؟ اس پر ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں کہ "دنیا کی کونسی جماعت (بشمول قادیانی) ایسی ہے جس میں بد اخلاق اور بد کردار اشخاص نہیں پائے جاتے"

سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ سوال تو شدت و کثرت کا ہے جواب آپ نے چند اشخاص کی کمزوریوں کا دیا ہے۔ اگرچہ درست ہے کہ ہر قوم میں علیٰ قدر مراتب کچھ نہ کچھ لوگ پائے جاتے ہیں تو یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دولت کی طرح گورے عیسائی گناہوں میں بھی فراواں ہیں اور ایسے فراواں کہ تاریخ عالم میں ایسی کثرت اور شدت کی مثال نہیں مل سکتی۔ باوجود اس کے کہ گورے عیسائیوں کے اثر سے یہ آگ ساری دنیا میں پھیل گئی ہے پھر بھی گورے عیسائی فحاشی اور بیحیائی کے بادشاہ ہیں اور ان کے مقابلہ میں دوسری اقوام غریب و نادار۔ احمدی بیچارے تو بالکل مفلس و مفلوک الحال ہیں۔ کیا ایڈیٹر صاحب اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے کہ ہر چیز کی خوبی یا برائی قلت و کثرت پر منحصر ہے۔ انسانی اخلاق و کردار بھی کثرت و قلت سے شناخت کئے جاتے ہیں حتیٰ کہ صحت جسمانی کا مدار بھی اسی توازن پر قائم ہے۔ کسی کو ہم نیک یا بد انہی اقدار کے لحاظ سے کہتے ہیں ورنہ کامل طور پر نیک تو صرف معصومین ہوتے ہیں۔ قرآن حکیم نے اس فلسفہ کو بار بار بتایا ہے اور وَضَعَ الْمِيزَانَ فرما کر بتا دیا ہے کہ بنی نوع انسان کے لئے توازن کا اصول مقرر ہے۔ افراد اور قوموں کے اعمال و کردار ہر وقت اور ہر آن میزان فطرت پر تلتے رہتے ہیں۔ اسی توازن کے اصول کی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ عیسائی قوم شدید طور پر گناہوں میں ملوث ہے اور خدا کے بیٹے کی مزعومہ قربانی بھی ان کو گناہ کے گڑھے سے نہ نکال سکی۔ اگر ایڈیٹر صاحب کو اب بھی انکار ہو تو ہم عیسائی صاحبان کی کتابوں ہی سے کثیر تعداد میں حوالے پیش کرنے کو تیار ہیں۔

عیسائی صاحبان کے ساتھ ناحق ایڈیٹر صاحب نے احمدیوں کو شامل کیا ہے اور ایک دو احمدیوں کی کمزوریوں سے میزان برابر کرنے کی کوشش کی ہے۔ احمدیوں کی نسبت ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ اس جماعت کا ہر فرد معصوم عن الخطاء ہے۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ

سبک ہو چلی تھی ترازوئے قدس
مگر ہم نے پلہ گراں کر دیا

درخواست دعا: میرا نواسہ عزیزم بشیر احمد بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ رو بصحت ہے۔ اس کی شفائے کاملہ عاجلہ اور درازی عمر کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار غلام احمد راتھر ہاری پاری گام کشمیر

وادیٔ کشمیر میں مختلف مقامات پر تبلیغی و تربیتی جلسے

بقیہ صفحہ ۱

کی وضاحت فرماتے ہوئے لوگوں کو دعوت دی کہ وہ جماعتِ احمدیہ کے پیغام پر سنجیدگی سے غور کریں۔ خطاب کے بعد آپ نے لمبی دُعا کرائی اور جلسہ برخواست ہُوا۔

جماعتِ احمدیہ ہاری پاری گام

مورخہ ۶/۹ کو ہاری پاری گام میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہُ اللہ تعالےٰ کی زیرِ صدارت ایک پبلک جلسہ منعقد ہُوا۔ مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ سلسلہ نے تلاوتِ قرآن مجید کی۔ اور مکرم ولی محمد صاحب راتھر سیکرٹری تبلیغ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ بعدہٗ حضرت صاحبزادہ صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ بجز اسلام کے ہر ایک مذہب یہی کہتا ہے کہ مَیں سچا ہوں اور دوسرا جھوٹا۔ لیکن قرآن مجید یہ تعلیم دیتا ہے کہ

وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ۔

یہی وہ عظیم الشان تعلیم ہے جس کے نتیجہ میں ہم تمام مذاہب کے نبیوں اور رشیوں کو برحق سمجھتے ہیں۔ جب خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر ساری دُنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور آپ پر عالمگیر شریعتِ قرآن مجید کو نازل فرمایا تو گذشتہ انبیاء کی تعلیمات کی تمام صداقتیں قرآن مجید میں جمع کر دیں۔ پس آج ایک انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر اور قرآن کریم کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر ہی اس بات کا دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجے گئے تمام رسولوں پر ایمان لاتا ہے۔ اور تمام مقدس صحیفوں پر ایمان رکھتا ہے۔ اور حقیقت میں اگر کسی نبی کو ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے تو وہ ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اگر کوئی مذہب قیامت تک زندہ رہنے والا ہے تو وہ صرف اور صرف اسلام ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اُمتی اور آپؐ کے غُلام کو احیاءِ اسلام اور قیامِ شریعت کے لئے مامور فرمایا۔ اور اب اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے ذریعہ مقدر ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ بھائی جو ہمارے ساتھ مل کر دینِ اسلام کی خدمت میں کمربستہ ہو جائیں۔ خدا تعالےٰ ہمارے بھائیوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بعدہٗ صدرِ محترم نے دُعا کرائی اور جلسہ برخاست ہُوا۔

جماعتِ احمدیہ بانڈی پورہ (اونہ گام)

مورخہ ۷/۹، شام چھ بجے حضرت صاحبزادہ صاحب مع افرادِ قافلہ بانڈی پورہ (اونہ گام) پہنچے۔ جماعت نے نہایت پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ دوسرے دن مورخہ ۸/۹ کو حضرت صاحبزادہ صاحب کی صدارت میں ایک جلسۂ عام منعقد ہُوا۔ جس میں غیر احمدی معزز حضرات نے بھی شرکت کی۔ مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے نے تلاوتِ قرآن مجید کی۔ اور خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام سُنایا۔ بعدہٗ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغِ سلسلہ نے تقریر فرمائی۔ موصوف نے بتایا کہ اختلافِ رائے رکھنا اور بات ہے لیکن بغیر کسی تحقیق کے ایک مسلمان پر جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا قائل اور ارکانِ اسلام پر عمل پیرا ہے کفر کا فتویٰ لگانا اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ اگر احمدی مسلمان نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے افراد اپنی زندگیاں وقف کرکے۔ مال خرچ کرکے۔ جانیں گنوا کر، دن رات دُنیا کے کونے کونے میں تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ قرآن میں مصروفِ عمل ہیں ایک طرف ہمارے مسلمان بھائی احمدیوں کو آئے دن دائرۂ اسلام سے خارج کرتے پھرتے ہیں۔ تو دوسری طرف احمدی غیر مسلموں کو اسلام کے آغوش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھنڈے اور سایہ دار جھنڈے تلے جمع کر رہے ہیں۔

آخر میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا جن محاسن اور خوبیوں نے گذشتہ تمام انبیاء کو دُنیا کی نگاہ میں محبوب بنا دیا تھا وہ سارے حُسن اور خوبیاں اور کمالات خدا تعالےٰ نے انسانِ کامل ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دئے اسلئے آپؐ کا وجود دنیا کی پیدائش کی غرض تھا۔ لیکن اس زمانہ میں اسلام پر ایک نئے ڈھنگ کے ساتھ مخالفینِ اسلام حملہ آور ہوئے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ نے اسلام کی حفاظت کے سامان فرمائے۔ اور ایک ایسے انسان کو مبعوث فرمایا جو رات دن اس فکر میں مستغرق رہتا تھا کہ وہ وقت کب آئیگا کہ اسلام پھر سے زندہ ہو، قرآن کریم کا مرتبہ دُنیا پر ظاہر ہو، اور میرے آقا و مطاع کا مقام اور آپ کی زندگی کا ثبوت دُنیا پر ظاہر ہو۔ خدا نے اس کو اپنے وعدوں اور رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود و مہدیٔ معہود بنا کر مبعوث کیا تاکہ ایک طرف وہ کسرِ صلیب کرکے دفاعِ شر کا کام کرے ص۱۲

ص۱۲ تو دوسری طرف اسلام کے اندرونی اختلافات کو ختم کرکے اسلام کا حسین چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرے۔ یہی وہ عظیم کام تھا جسے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے سرانجام دیا اور یہی وہ کام ہے جسے آج جماعتِ احمدیہ کر رہی ہے۔ آپ کے اس بصیرت افروز خطاب سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ آخر میں صدرِ محترم نے دُعا فرمائی اور جلسہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہُوا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حضرت صاحبزادہ صاحب سلّمہٗ اللہ تعالےٰ کا یہ دَورہ جو وادیٔ کشمیر کی جماعت ہائے احمدیہ سے متعلق تھا کنی پورہ سے ۲۲ اگست کو شروع ہو کر نہایت کامیابی کے ساتھ بانڈی پورہ پر مورخہ ۹ ستمبر کو ختم ہوا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے وادی کی تمام جماعتوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے استقبال اور تبلیغی و تربیتی جلسوں کے اہتمام میں خوب محنت اور جانفشانی سے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اور مقدس خاندانِ نبوّت کے اس چشم و چراغ سے مستفیض ہونے کی حتی المقدور کوشش کی۔

اللہ تعالےٰ ان کے ایمان و اخلاص میں بے انتہا برکت ڈالے۔ اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام پر اُن کو استقلال عطا فرمائے اور سب جماعتوں کا ہر طرح حافظ و [illegible] رہے۔ اَللّٰهُمَّ [illegible] آمِیْن۔

خوش قسمت ہیں وہ دوست جو یہ سعادت حاصل کریں

دارالمسیح کے تمام مکانات کو اللہ تعالےٰ نے اپنی برکت اور تقدس سے نوازا ہے۔ کیونکہ یہ وہ مقدس مقامات ہیں جہاں اللہ تعالےٰ کے ایک برگزیدہ نبی اور سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور اسلام کے شیدائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پاک زندگی بسر کی۔ اور جہاں دن رات اللہ تعالےٰ کی تازہ بتازہ وحی لے کر خدا تعالےٰ کے فرشتے نازل ہوتے رہے اور جہاں سے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے لئے اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت سے زبردست منصوبے اور پروگرام مرتب ہوئے۔

زندہ قومیں اس قسم کے مقاماتِ مقدسہ کو جان و دل سے عزیز سمجھ کر ان کی حفاظت کیا کرتی ہیں۔ اور یہ کوشش ہمیشہ کرتی رہتی ہیں کہ یہ مقامات آنے والی نسلوں کی زیارت گاہ بننے کے لئے محفوظ اور مضبوط رہیں۔ اور ان کی دیکھ بھال اور مرمت کا ایک مستقل سلسلہ جاری رہے۔

دارالمسیح کے مکانات جن میں سے بعض ڈیڑھ دو صدی قبل تعمیر ہوئے تھے بہرحال مرورِ زمانہ کے اثرات سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اور جماعتِ احمدیہ کا یہ فرض ہے کہ ان کی بروقت مرمت کا بہترین انتظام کرے تاکہ آنے والی نسلیں ان مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے ساتھ ہمارے لئے دعائیں کریں کہ ہم نے فرض شناسی سے کام لیا ہے۔ اور یہ امانت بحفاظت ان تک پہنچائی ہے۔

دارالمسیح کے ایریا کے مکانات خدا کے فضل سے کافی وسیع رقبہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ مرمت کا تقاضا کرتے رہتے ہیں۔ ہماری جماعت کا یہ فرض ہے کہ ہم اپنی ضروریات کو مؤخر کرتے ہوئے بھی اس تقاضا کو بہرحال پورا کریں۔

اس وقت اس غرض کے لئے چھ ہزار روپے کی رقم درکار ہے۔ اگر جماعت کے مالدار دوست اس طرف توجہ فرمائیں تو اس اہم کام کو انجام دیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بھی ضروری نہیں کہ صرف مالدار مخلصین پر ہی یہ کام چھوڑ دیا جائے۔ جماعت کا غریب طبقہ بھی اس سعادت میں اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لے سکتا ہے۔ چاہے وہ سالانہ پانچ ہی روپیہ اس مد میں ادا کریں۔ جب ساری جماعت کا روپیہ جمع ہوگا تو انشاء اللہ وہی ہزاروں کی صورت اختیار کر لے گا۔

لہذا جماعت کے مخلصین سے درخواست ہے کہ مالدار احباب اپنی حیثیت کے مطابق اور جماعت کے غرباء اپنی طاقت کے مطابق اس کارِ خیر میں حصّہ لے کر ممنون فرمائیں۔

ایسی تمام رقوم "مرمتِ مقاماتِ مقدسہ" کی مد میں مکرم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ارسال فرمائی جائیں۔ جَزَاکُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

ولادت

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیّر انسپکٹر بیت المال کو مورخہ ۱۲ تبوک (ستمبر) بروز ہفتہ پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ زچہ و بچہ کو صحت وسلامتی سے نوازے، عزیزہ نومولودہ کو نیک، عالمہ اور خادمۂ دین بنائے اور والدین کے لئے قُرَّۃُ الْعَیْن ہو۔ آمین — (ایڈیٹر بدر)

ایسے کتنے ہیں جو خدا کی راہ میں زندگی وقف کرنے کو تیار ہیں

وقفِ جدید انجمن احمدیہ کا کام دن بدن وسیع تر ہوتا چلا جارہا ہے۔ اور نئے واقفینِ زندگی کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ پس تمام مخلصینِ جماعت سے گذارش ہے کہ وہ خدمتِ دین کے لئے آگے قدم بڑھائیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں اپنی زندگیاں اس نیک مقصد کے لئے دفتر ہذا کے ذریعہ پیش کریں۔

دیکھئے امامِ وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز آپ کو وقف کی طرف بلاتی ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:-

"میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اُسے سُنے یا نہ سُنے۔ کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے۔ اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم کی طرح اس کی رُوح بول اٹھے اَسلمتُ لربّ العالمین جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو، تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے ہیں اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۰۰)

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

وصیّت

وصایا کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا اہم فرمان

اخبار الفضل ۸ دسمبر ۱۹۱۹ء

"وَصِیَّۃ کے متعلق میرے خیالات بہت سخت ہیں۔ میرے نزدیک وصیّت مرض الموت کی درست نہیں۔ کیونکہ اس وقت انسان خواہ کسی ایمان کا ہو۔ موت کو قریب سمجھ کر مال کی قربانی کے لئے تیار ہوتا ہے۔"

وصیت کے بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء بھی یہی ہے کہ وصیت صحت اور امن کی حالت میں کرنی چاہیئے۔ تاکہ موصی کو اپنی زندگی میں بھی اشاعتِ اسلام اور تبلیغ احکام قرآن کے کاموں میں اموال خرچ کرنے کا موقعہ مل جائے۔ اور یہ بھی دیکھا جاسکے کہ موصی ظاہر طور پر بھی وصیت کے عرصہ میں پابندِ احکامِ شریعت رہا ہے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

درخواستِ دُعا

خاکسار کے خُسر محترم سید محمود علی صاحب آف کرنول ایک لمبے عرصہ سے معدہ میں تکلیف نیز کمر اور گُردوں کے درد کی وجہ سے صاحبِ فراش ہیں۔ مناسب علاج کے باوجود تاحال صحت بحال نہیں ہوئی۔ کمزوری بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ جملہ بزرگانِ سلسلہ اور احبابِ جماعت سے اُن کی صحتِ کاملہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: محمد کریم الدین شاہد
مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

دُعائے نعم البدل

افسوس کہ مکرم فتح محمد صاحب اسلم کارکن دفتر زائرین کا بڑا لڑکا عزیز مظفر احمد بعمر ۱۳ سال تین روز کی مختصر علالت کے بعد مورخہ ۲۴ ستمبر (ستمبر) بروز جمعہ وفات پاگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔
احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور نعم البدل سے نوازے۔ (ایڈیٹر بدر)

ہفتہ تحریکِ جدید

یکم تا ۷ اخاء (اکتوبر) ہفتہ تحریک جدید ہے ضروری ہے کہ ہر جماعت اپنے افراد پر اس کی اہمیّت واضح کرنے اور ان سے چندہ بقایا و سالِ رواں پورا وصول کرنے کا انتظام کرے۔ اللہ تعالےٰ سب کے ساتھ ہو آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

امتحان کتاب اسلامی اُصول کی فلاسفی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیش بہا تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا امتحان ۸۔ نومبر ۱۹۷۰ء بروز اتوار منعقد ہوگا۔
صدر صاحبان، سیکرٹریان تبلیغ اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ احباب کو اس امتحان میں شریک ہونے کی تحریک فرمائیں چونکہ وقت کم ہے اسلئے احباب کی فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ——— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16-MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ:- "AUTOCENTRE"　فون نمبرز 23-1652 / 23-5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!

مختلف اقسام، دفاع، پولیس، ریلوے، فائر سروس، ہیوی انجینئرنگ، کیمیکل انڈسٹریز مائنز، ڈیریز، ویلڈنگ شاپس، اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہوسکتی ہیں!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★- آفس و فیکٹری : ۱۰- پربھو رام سرکار لین کلکتہ ۱۵　فون نمبر ۴۶-۲۲۷۲
★- شو رُوم : ۱۳/۱ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱　فون نمبر ۳۴-۴۰۱
★- تار کا پتہ : گلوب ایکسپورٹ "GLOBE EXPORT"

1994.
Maulvi Sultan Ahmad Zafar, H.
Ahmadiyya Muslim Missionary,
At&P.O.- ASNOOR (Via-Kulgam)
Dist. Anantnag (KASHMIR)